مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان
مارچ 2025ء

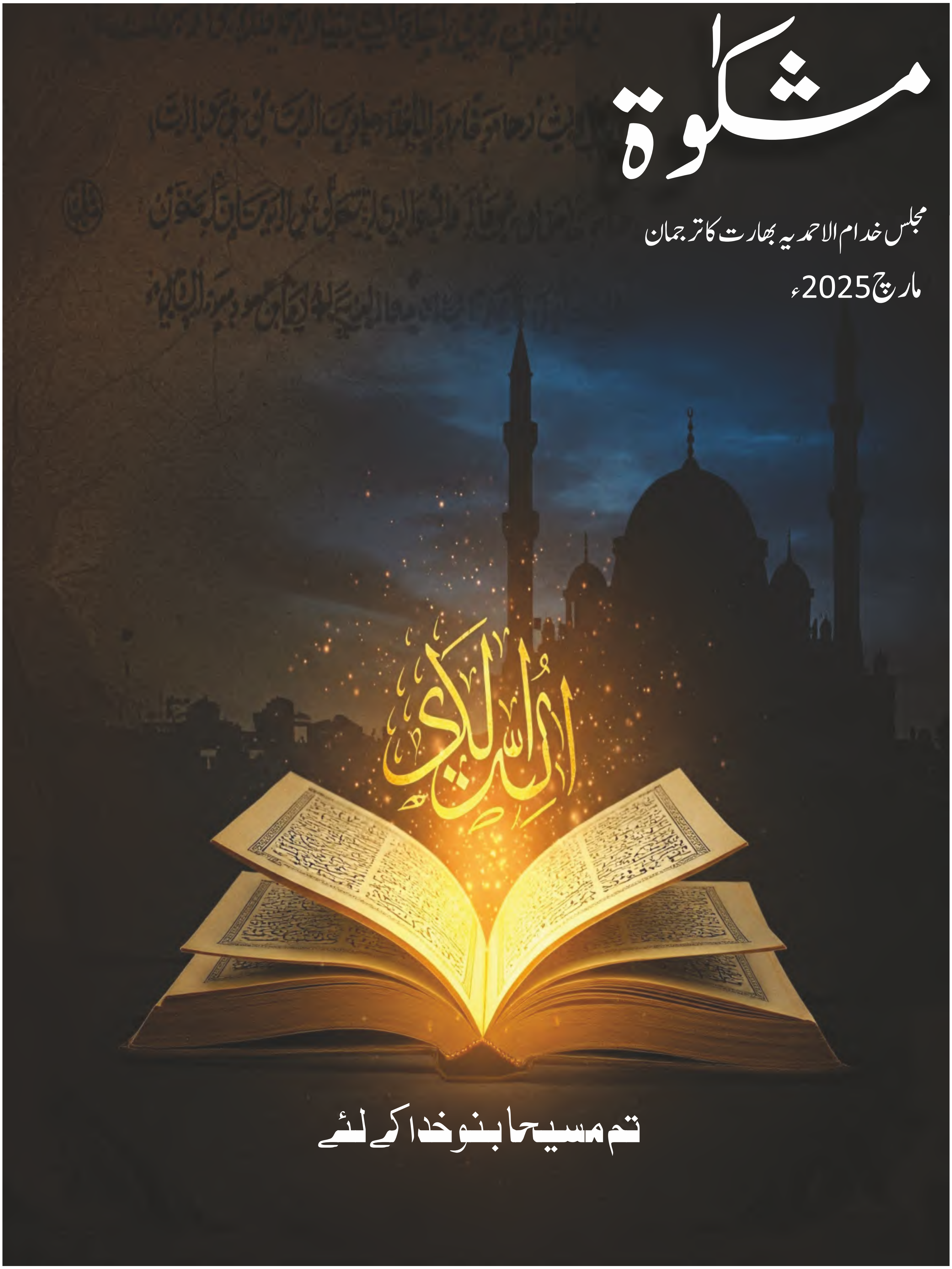

تم مسیحا بنو خدا کے لئے

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے قادیان کے مختلف مقامات پر تربیتی کلاسز کے انعقاد کے مناظر

مجلس خدام الاحمدیہ دھنو اساہی اُڈیشہ کی طرف سے تربیتی اجلاس کے انعقاد کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ وانصار اللہ شموگہ کرناٹک کے اراکین ہسپتال میں پھل تقسیم کرتے ہوئے

یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کرناٹک نے اسپورٹس میٹ کا انعقاد کیا

مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ تریشور کیرلہ کی طرف سے تربیتی کیمپ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ کوریل کشمیر کی طرف سے اجلاس کے انعقاد کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ محمود آباد اُڈیشہ کی طرف سے یوم مصلح موعودؓ کے موقع پر پھلوں کی تقسیم

ماہنامہ

از قادیان دارالامان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

مارچ 2025ء

رجب، شعبان 1446 ہجری قمری

صلح 1404 ہجری شمسی

نگران

شمیم احمد غوری

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

نیاز احمد نایک

نائب ایڈیٹر

مصور احمد مسرور، فواد احمد ناصر

احسان علی او کے

مینیجر

مدثر احمد گنائی

مجلس ادارت

مرشد احمد ڈار، سید گلستان عارف

بلال احمد آہنگر

مقام اشاعت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 220 روپیہ، بیرون ملک :: $ 150

قیمت فی پرچہ: 20 روپیہ

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی	3
کلام الامام المہدی / امام وقت کی آواز	4
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ ۳ / جنوری ۲۰۲۵	5
23 مارچ کا پس منظر اور شرائط بیعت	8
حضور نبی کریم ﷺ کی توہین کے الزام کا جواب	10
کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انبیاء کرام کی توہین کی	14
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں خدا تعالیٰ کا اعلیٰ وارفع مقام	17
گوشۂ ادب	19
بنیادی مسائل کے جوابات	20
فتاویٰ مصلح موعودؓ	23
Diary Dose	24
بزم اطفال	27
Health & Fitness	28
ملکی رپورٹس	31
سائنس کی دنیا	32
Revelation and divine support: A proof of the truthfulness of the promissed messiah	35
The significance of March 23rd for Ahmadi Mulsims	37
Summary of the Friday Sermon	40

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. **Editor:** Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

پس رہ گئے وہ سارے سیہ رو و نامراد

تاریخِ انسانی کے اوراق گواہ ہیں کہ ازل سے خیر و شر، نور و ظلمت، حق و باطل کے درمیان ایک مسلسل معرکہ برپا ہے۔ روشنی کی کرنیں جب بھی افق پر نمودار ہوئیں، تاریکی کے پجاریوں نے انہیں مٹانے کی ہر ممکن سعی کی۔ مگر کائنات کی اس ازلی داستان میں ہمیشہ ایک ہی نتیجہ سامنے آیا ہے کہ سچائی کی شمع بجھانے والے خود گمنامی کے اندھیروں میں کھو گئے، جبکہ حق کا نور صدیوں تک جگمگاتا رہا۔

یہاں تک کہ خود سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بھی مکہ میں قبولیت کے بجائے شدید ترین مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپؐ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے، جھوٹے الزامات عائد کئے گئے، آپؐ کو جادوگر، کاہن، شاعر اور مجنون کہا گیا، اور آپؐ کی دعوت کو دبانے کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر خدا تعالیٰ کی نصرت بالآخر آپؐ کے ساتھ تھی اور تمام دشمن نامراد اور ذلیل و رسوا ہو کر مٹ گئے۔

یہی عادتِ قدیمہ اس زمانے میں بھی دہرائی گئی، جب سرورِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامِ صادق، حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اصلاحِ خلق کا کام شروع کیا اور سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ دنیا میں حشر بپا ہو گیا، اور کیا یگانے، کیا بیگانے، سب ہی مخالفت میں خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے۔ مولویوں، پنڈتوں، پادریوں، سیاست دانوں اور نام نہاد دینداروں نے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر آپؐ کے خلاف زمین وآسمان کے قلابے ملائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت میں علماء سوء اور دینی ٹھیکے دار میدان میں اترے اور آپؑ پر جھوٹے مقدمات کئے، آپؑ کو دجال، کافر، اور نعوذ باللہ جھوٹا کہا گیا۔ ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کیے گئے کہ کسی طرح آپؑ کی دعوت کو روکا جا سکے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کی سچائی کو روشن کر دیا، اور وہ تمام دشمن نامراد ہو کر مٹ گئے، جنہوں نے جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے آپؑ کی ذات کو بدنام کرنے کی کوشش کی تھی۔

چنانچہ یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح قائم ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد بھی جماعت احمدیہ کی برق رفتار ترقی اور عالمگیر وسعت کو دیکھ کر مخالفین انگشت بدنداں ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی نام نہاد مولویوں نے آپؑ پر بے غل وغش الزامات واتہامات کا طوفان کھڑا کیا، آپؑ کے خلاف جھوٹے فتوے جاری کئے، آپؑ کی کتابوں کو غلط طریقے سے پیش کیا، اور عوام کو آپؑ کے خلاف بھڑکایا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کو پورا کیا اور باطل کو ذلیل و رسوا کر کے رکھ دیا۔ یہاں تک کہ ان مکذبین اور مکفرین میں سے کئی ایسے عبرتناک انجام کو پہنچے کہ دیکھنے والوں پر ہیبت طاری ہوگئی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے اس حقیقت کو اپنے پُرمعارف اشعار میں یوں بیان فرمایا:

مجھ پر ہر اک نے وار کیا اپنے رنگ میں
آخر ذلیل ہو گئے انجامِ جنگ میں
مجھ کو ہلاک کرنے کو سب ایک ہو گئے
سمجھا گیا میں بد، پہ وہ سب نیک ہو گئے
آخر کو وہ خدا جو کریم و قدیر ہے
جو عالم القلوب و علیم و خبیر ہے
اترا میری مدد کے لیے کر کے عہد یاد
پس رہ گئے وہ سارے سیہ رو و نامراد

بلاشبہ، خدا تعالیٰ کے مامور کی کامیابی مقدر ہوتی ہے، اور مخالفتوں کے طوفان کبھی بھی حق کی روشنی کو بجھا نہیں سکتے۔ آج بھی مخالفین کی بدزبانی اور بدکلامی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے، مگر جماعت احمدیہ اپنی منزل کی طرف برق رفتاری سے گامزن ہے، اور ان شاء اللہ، وہ وقت بھی قریب ہے جب دنیا دیکھے گی کہ فتح بالآخر خدا کے سچے بندوں کی ہی ہوگی۔

شمارہ ہذا میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر مخالفین کی طرف سے تراشے گئے بعض بے بنیاد اعتراضات کے جوابات شاملِ اشاعت کیے جا رہے ہیں، تاکہ کسی شریف النفس اور سعید الفطرت انسان کو حقیقتِ حال تک پہنچنے میں دقّت نہ ہو اور وہ تعصب و بدظنی کے دبیز پردوں کو چاک کر کے صداقت کی روشنی میں قدم رکھ سکے۔

سلیق احمد نائک

اَلْقُرْاٰنُ الْکَرِیْمُ

یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ ۚؑ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ. اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَہۡلَکۡنَا قَبۡلَہُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّہُمۡ اِلَیۡہِمۡ لَا یَرۡجِعُوۡنَ (سورۃ یٰس آیت:32-31)

ترجمہ: وائے حسرت بندوں پر! ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے کتنی ہی بستیوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں (اور یہ بھی کہ جن کو ہلاک کیا گیا تھا) وہ واپس نہیں لوٹتے۔

”اگر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا تو یہ نئی بات نہیں۔ دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ یعنی بندوں پر افسوس کہ کوئی رسول ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۴)

”کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۶۶، ۶۷)

إِنْفَاخُ النَّبِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ. أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ (صحیح بخاری حدیث نمبر: 1145)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہے ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ”مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ (سنن ابو داؤد حدیث نمبر 1451)

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رات کو بیدار ہو اور اپنی بیوی کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعتیں پڑھیں تو وہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھے جائیں گے۔

كَلَامُ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’پس اگر کوئی میرے قدم پر چلنا نہیں چاہتا تو وہ مجھ سے الگ ہو جائے۔ مجھے کیا معلوم ہے کہ ابھی کون کون سے ہولناک جنگل اور پُرخار بادیہ پیش ہیں جن کو مَیں نے طے کرنا ہے۔ پس جن لوگوں کے نازک پیر ہیں وہ کیوں میرے ساتھ مصیبت اٹھاتے ہیں۔ جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے، نہ لوگوں کے سبّ وشتم سے، نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے۔ اور جو میرے نہیں وہ عبث دوستی کا دم مارتے ہیں کیونکہ وہ عنقریب الگ کئے جائیں گے اور اُن کا پچھلا حال ان کے پہلے سے بدتر ہوگا۔ کیا ہم زلزلوں سے ڈر سکتے ہیں؟ کیا ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ابتلاؤں سے خوفناک ہو جائیں گے؟ کیا ہم اپنے پیارے خدا کی کسی آزمائش سے جدا ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہو سکتے مگر محض اس کے فضل اور رحمت سے۔ پس جو جدا ہونے والے ہیں جدا ہو جائیں اُن کو وداع کا سلام۔ لیکن یاد رکھیں کہ بدظنی اور قطع تعلق کے بعد اگر پھر کسی وقت جھکیں تو اس جھکنے کی عند اللہ ایسی عزت نہیں ہوگی جو وفادار لوگ عزت پاتے ہیں۔ کیونکہ بدظنی اور غداری کا داغ بہت ہی بڑا داغ ہے‘‘۔

(انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 24-23)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان جو اس کے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں اور خدا فرماتا ہے کہ وہ وہی ہیں جن کا قدم صدق کا قدم ہے۔‘‘

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

پس اس صدق کے قدم پر ہمیں چلنے کی ضرورت ہے تا کہ ان فتوحات کے نظارے ہم کر سکیں جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے مقدر کی ہوئی ہیں۔ یہ ابتلا کا دور یقیناً ختم ہونے والا دور ہے لیکن اس میں تیزی پیدا کرنے کے لئے ہمیں اپنے تقویٰ کے معیاروں کو بڑھانے اور بڑھاتے چلے جانے کی ضرورت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں یہ جماعت اس لئے قائم فرمائی ہے کہ اسلام کا دنیا میں بول بالا ہو اور اسلام دنیا میں پھیلے اور سب دینوں پر اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اس جماعت نے بڑھنا ہے، پھلنا ہے اور پھولنا ہے اور کوئی دنیاوی طاقت اسے ختم نہیں کر سکتی۔

(خطبہ جمعہ 23/ دسمبر 2016ء فرمودہ حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

خطبات و خطابات

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۷؍ جنوری ۲۰۲۵ء بمطابق ۱۷؍ صلح ۱۴۰۴؍ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ آج جن سرایا کا ذکر ہو گا، اِن میں سے ایک

سریہ عبداللہ بن رواحہ بطرف اُسَیر بن رِزام ہے۔

یہ سریّہ شوال چھ ہجری میں اُسَیر یا یُسیربن رِزام کی طرف خیبر میں ہوا۔

اِس کی تفصیل میں بیان ہوا ہے کہ جب ابو رافع سلام بن ابی الحقیق کو قتل کیا گیا تو یہودیوں نے اُسَیر بن رِزام کو اپنا امیر مقرر کیا۔ وہ یہود میں کھڑا ہو کر خطاب کرنے لگا کہ اللہ کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب بھی یہود میں کسی طرف چلے یا اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو بھیجا، تو جس بات کا ارادہ کیا، اُس میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن مَیں وہ کام کروں گا، جو میرے ساتھیوں میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کیا، یہود نے پوچھا کہ تمہارا کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ وہ کہنے لگا کہ مَیں قبیلہ غطفان کی طرف جاتا ہوں اور اُن کو اکٹھا کرتا ہوں اور ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف چل کر اُن کے گھر میں گھس جائیں گے، جب بھی کوئی اپنے دشمن کے گھر میں آ کر حملہ کرتا ہے تو وہ اپنے مقصد میں کسی حدّ تک کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔ تو یہود نے کہا کہ تمہارا خیال بہت اچھا ہے۔ چنانچہ وہ غطفان اور دیگر قبائل کی طرف چلا گیا اور اُن کو رسول اللہؐ کے خلاف جنگ کرنے کے لیے اکٹھا کرنے لگا۔

اِس کی تفصیل میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ جب آنحضرتؐ کو اِن حالات سے اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فوراً اپنے ایک انصاری صحابی عبداللہ بن رواحہؓ کو تین دوسرے صحابیوں کی معیّت میں خیبر کی طرف روانہ فرمایا اور اُنہیں تاکید فرمائی کہ خفیہ خفیہ جائیں اور سارے حالات معلوم کر کے جلد تر واپس آ جائیں۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہؓ اور اُن کے ساتھی گئے اور خفیہ خفیہ تمام حالات اور کوائف کا پتا لے کر اور یہ تصدیق کر کے کہ یہ خبریں درست ہیں واپس آگئے بلکہ عبداللہ بن رواحہؓ اور ان کے ساتھیوں نے ایسی ہوشیاری سے کام لیا کہ خیبر کے قلعوں کے آس پاس گھوم کر اور اُسَیر بن رِزام کی مجلس گاہوں کے پاس پہنچ کر خود اُسیر اور اُس کے ساتھیوں کی زبانی یہ سن لیا کہ وہ آنحضرتؐ کے خلاف یہ یہ تدبیریں کر رہے ہیں۔ اِنہی دنوں میں ایک غیر مسلم شخص خارجہ بن حُسَیْل اتفاقاً خیبر کی طرف سے مدینہ میں آیا اور اُس نے بھی عبداللہ بن رواحہؓ کی تصدیق کی اور کہا کہ مَیں اُسیر کو ایسی حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لیے اپنے لاؤ لشکر کو جمع کر رہا تھا۔

اِس تصدیق کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہؓ کی امارت میں تیس صحابہؓ کی ایک پارٹی خیبر کی طرف روانہ فرمائی۔ اِس گفت و شنید سے جو خیبر میں عبداللہ بن رواحہؓ اور اُسَیر بن رِزام میں ہوئی، یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ تھا کہ اُسیر کو مدینہ میں بلا کر اس کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ کیا جائے جس سے اِس فتنہ انگیزی کا سلسلہ رک جائے اور ملک میں امن و امان کی صورت پیدا ہو۔ اِس خواہش میں آپؐ اِس حد تک تیار تھے کہ اگر

اُسیر کو خیبر کے علاقے کا امیر تک تسلیم کرنا پڑے تو تسلیم کرلیا جائے۔

جب عبد اللہ بن رواحہؓ کی پارٹی خیبر میں پہنچی تو سب سے پہلے انہوں نے اُسَیر بن رِزام سے دوران گفتگو کے لیے امن وامان کا عہد لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُس وقت خطرہ اِس قدر بڑھ چکا تھا کہ مسلمان سمجھتے تھے کہ کہیں اِس گفت وشنید کے درمیان ہی اُسیر کی طرف سے کوئی غداری کی صورت نہ پیدا ہو جائے۔ عبد اللہ بن رواحہؓ نے اُسیر سے گفتگو شروع کی، جس کا مآل یہ تھا کہ آنحضرتؐ تمہارے ساتھ ایک امن وامان کا معاہدہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ یہ آپس کی جنگ رک جائے اور اِس کے لیے بہترین صورت یہ ہے کہ تم خود مدینہ میں چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہ بات کرو۔ اگر اس قسم کا معاہدہ ہو گیا تو میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ تمہارے ساتھ احسان کا معاملہ کریں گے اور ممکن ہے کہ تمہیں خیبر کا باقاعدہ رئیس تسلیم کرلیا جائے۔ اُسیر کو جو سخت جاہ طلب تھا یا یہ بھی ممکن ہے کہ اُس کے دل میں کوئی اور نیّت مخفی ہو یہ تجویز پسند آئی اور کم از کم اس نے یہ ظاہر کیا کہ مجھے یہ تجویز پسند ہے مگر ساتھ ہی اس نے خیبر کے یہودی عمائد کو جمع کر کے ان سے مشورہ مانگا کہ مسلمانوں کی طرف سے یہ تجویز پیش ہوئی ہے، اِس کے متعلق کیا کیا جائے؟ یہود نے جو اسلام کے خلاف عامیانہ عداوت میں اندھے ہو رہے تھے، عام طور پر اس تجویز کی مخالفت کی اور اُسیر کو اس ارادے سے باز رکھنے کی غرض سے کہا کہ ہمیں اُمید نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں خیبر کا امیر تسلیم کریں مگر اُسیر جو حالات سے زیادہ واقف تھا، اپنی بات پر قائم رہا اور کہنے لگا کہ تم نہیں جانتے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس جنگ سے تنگ آیا ہوا ہے اور دل سے چاہتا ہے کہ جس طرح ہو، اِس لڑائی کا سلسلہ رک جائے۔

الغرض اُسیر عبد اللہ بن رواحہ کی پارٹی کے ساتھ مدینہ چلنے کے لیے تیار ہو گیا اور عبد اللہ بن رواحہؓ کی طرح خود اُس نے بھی تیس یہودی اپنے ساتھ لے لیے۔ جب یہ دونوں پارٹیاں خیبر سے نکل کر ایک مقام قرقرہ میں پہنچیں، جو خیبر سے چھ میل کے فاصلے پر تھا، تو اُسیر کی نیّت بدل گئی یا اگر اُس کی نیّت پہلے سے خراب تھی تو یوں سمجھنا چاہیے کہ اُس کے اظہار کا وقت آ گیا۔ چنانچہ اُس نے باتیں کرتے کرتے بڑی ہوشیاری کے ساتھ مسلمانوں کی پارٹی کے ایک معزز فرد عبد اللہ بن اُنَیس انصاریؓ کی تلوار کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ عبد اللہ فوراً تاڑ گئے کہ اِس بدبخت کے تیور بدلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اُنہوں نے جھٹ اپنی اونٹنی کو ایڑ لگا کر اُسے آگے کرلیا اور پھر اُسیر کی طرف گھوم کر آواز دی کہ اَے دشمنِ خدا! کیا تم ہمارے ساتھ غداری کرنا چاہتے ہو؟ عبد اللہ بن اُنَیس نے دو دفعہ یہ الفاظ دُہرائے۔ مگر اُسیر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور نہ ہی اُس نے اپنی کوئی بریّت کی، بلکہ وہ سامنے سے جنگ کے لیے تیار تھا۔ یہ غالباً یہودیوں میں پہلے سے مقرر شدہ اشارہ تھا کہ ایسا موقع آئے تو سب مل کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں۔ چنانچہ اِسی جگہ عین راستہ میں مسلمانوں اور یہودیوں میں تلوار چل گئی۔ اور گو دونوں پارٹیاں تعداد میں برابر تھیں اور یہودی لوگ پہلے سے ذہنی طور پر تیار تھے اور مسلمان بالکل بے ارادہ تھے، مگر خدا کا ایسا فضل ہوا کہ بعض مسلمان زخمی تو بیشک ہوئے، مگر اُن میں سے کسی جان کا نقصان نہیں ہوا، لیکن دوسری طرف سارے یہودی اپنی غدّاری کا مزا چکھتے ہوئے خاک میں مل گئے۔

جب صحابہؓ کی یہ پارٹی مدینہ میں واپس پہنچی اور آنحضرتؐ کو حالات سے اطلاع ہوئی تو آپؐ نے مسلمانوں کے صحیح سلامت بچ جانے پر خدا کا شکر کیا اور فرمایا کہ قَدْ نَجَّاكُمُ اللّٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ شکر کرو کہ خدا نے تمہیں اِس ظالم پارٹی سے نجات دی۔

اِس واقعہ کے متعلق بعض مسیحی مؤرخین نے یہ اعتراض کیا ہے کہ گویا عبد اللہ بن رواحہؓ کی پارٹی اُسیر وغیرہ کو خیبر سے اِسی نیّت سے نکال کر لائی تھی کہ رستہ میں موقع پا کر اُنہیں قتل کر دیا جائے۔ مگر جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ

تاریخ میں اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ مسلمان اِس نیّت سے وہاں گئے تھے بلکہ غور کیا جاوے تو قطع نظر دوسرے شواہد کے صرف عبد اللہ بن اُنیسؓ کے یہ الفاظ ہی کہ اَے دشمن خدا! کیا غداری کی نیّت ہے؟ اور پھر آنحضرتؐ کے یہ الفاظ کہ شکر کرو کہ خدا نے تمہیں اِس ظالم پارٹی سے نجات دی اِس بات کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہیں کہ مسلمانوں کی نیّت بالکل صاف اور پُر امن تھی۔

پھر ہے سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری

یہ ابوسفیان کی طرف گیا تھا۔ ابنِ ہشّام، ابنِ کثیر اور طبری وغیرہ نے اِس سریّہ کو چار ہجری کے ضمن میں واقعہ رَجیع کے بعد بیان کیا ہے، لیکن ابنِ سعد اور زرقانی نے اِس سریّہ کو چھ ہجری کے سرایا کے ذیل میں بیان کیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بھی سیرت خاتم النبیینؐ میں اِس سریّہ کو چھ ہجری میں بیان کیا ہے۔

اِس سریّہ کی تفصیل یوں ہے کہ ابوسفیان نے قریش کے چند آدمیوں کو کہا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے، جو محمدؐ کو اچانک قتل کر دے، جب وہ بازاروں میں چلتے پھرتے ہوں۔ چنانچہ ابوسفیان کے پاس بادیہ نشینوں میں سے ایک آدمی اِن کے گھر آیا اور کہا کہ تُو مجھے لوگوں میں سے سب سے زیادہ مضبوط دل والا پائے گا، میری گرفت اِن سے زیادہ سخت ہے اور مَیں سب سے تیز بھاگ سکتا ہوں، اگر تُو میری مدد کرے تو مَیں اِن کی طرف جاؤں گا، یہاں تک کہ اچانک محمدؐ پر حملہ کر دُوں۔ اور میرے پاس ایک خنجر ہے، جو گدھ کے پَر کی طرح ہے، اُس سے مَیں محمدؐ پر حملہ کروں گا۔ پھر مَیں کسی قافلے میں مل جاؤں گا اور بھاگ کر اِس قوم سے آگے بڑھ جاؤں گا، کیونکہ راستے کا مَیں بہت ماہر ہوں۔

ابوسفیان نے کہا کہ تُو ہی ہمارا ساتھی ہے، چنانچہ ابوسفیان نے اِس کو اونٹ اور زادِ راہ دیا اور کہا کہ اپنے کام کو پوشیدہ رکھنا۔ وہ رات کو نکلا اور اپنی سواری پر پانچ دن چلتا رہا اور چھٹی صبح وہ حرّہ میں پہنچا۔ وہ پھر مدینہ پہنچ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور رسول اللہؐ کے بارے میں پوچھنے لگا۔ یہاں تک کہ اُسے آپؐ کے متعلق بتایا گیا، تو اُس نے اپنی سواری کو باندھا، پھر آپؐ کی طرف آیا اور آپؐ بنو عبدالاشہل کی مسجد میں تھے۔

جب نبی کریمؐ نے اِس کو دیکھا تو فرمایا کہ

یقیناً اِس آدمی کا دھوکا دینے کا ارادہ ہے اور اللہ تعالیٰ اِس کے اور اِس کے ارادہ کے درمیان حائل ہے۔

چنانچہ وہ آپؐ پر حملہ کرنے کے لیے چلا، تو اُسَید بن حُضَیر نے اِس کو اِس کی چادر کے اندر والے کنارے کی طرف سے پکڑ کر کھینچا، تو اچانک اُس کے ہاتھ سے خنجر گر پڑا اور وہ پکارنے لگا کہ میرا خون، میرا خون! یعنی میری جان بخشی کر دو۔ حضرت اُسَید نے اُس کو گردن سے پکڑا، پھر چھوڑ دیا، رسول اللہؐ نے اِس سے فرمایا کہ مجھے سچ سچ بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اُس نے کہا کہ مَیں اَمان طلب کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں! ٹھیک ہے۔ اِس نے اپنا کام اور جو کچھ ابوسفیان نے اِس کے لیے مقرر کیا، بتایا، تو آپؐ نے اُس کو چھوڑ دیا۔ اور اِس شفقت پر وہ مسلمان ہوگیا اور کہنے لگا کہ اَے محمدؐ! مَیں لوگوں سے نہیں ڈرتا تھا، لیکن جب مَیں نے آپؐ کو دیکھا تو میری عقل چلی گئی اور میرا دل کمزور ہوگیا۔ پھر مَیں اپنے اِس ارادہ پر آگاہ ہوا، جو میرا عزم تھا، جس کے بارہ میں کئی سوار کوشش کر چکے تھے۔ مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔ مَیں نے جان لیا کہ آپؐ کی حفاظت کی گئی ہے اور یقیناً آپؐ حق پر ہیں۔ اور ابوسفیان کا لشکر شیطان کا لشکر ہے۔ اِس پر آپؐ مسکرانے لگے۔ پھر وہ آپؐ سے اجازت لے کر چلا گیا۔ اِس کے بعد اِس آدمی کا کوئی ذکر نہیں سنا گیا۔

ابوسفیان کی اِس خونی سازش نے اِس بات کو آگے سے بھی زیادہ ضروری کر دیا کہ مکّہ والوں کے ارادے اور نیّت سے آگاہی رکھی جائے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے دو صحابہؓ عَمرو بن اُمَیَّہ ضَمرِی اور سلمہ بن اسلم کو مکّہ کی طرف روانہ فرمایا اور ابوسفیان کی اِس سازش قتل اور اِس کی سابقہ خون آشام کارروائیوں کو دیکھتے ہوئے اُنہیں اجازت دی کہ اگر موقع پائیں تو بیشک اسلام کے اِس حربی دشمن کا خاتمہ کر دیں۔ مگر جب اُمیہ اور اِن کا ساتھی مکّہ میں پہنچے تو قریش ہوشیار ہو گئے اور یہ دو صحابی اپنی جان بچا کر مدینہ کی طرف واپس لَوٹ آئے۔ راستہ میں اُنہیں قریش کے دو جاسوس مل گئے، جنہیں رؤسائے قریش نے مسلمانوں کی حرکات وسکنات کا پتا لینے اور آنحضرتؐ کے حالات کا علم حاصل کرنے کے لیے بھیجا تھا اور کوئی تعجّب نہیں کہ یہ تدبیر بھی قریش کی کسی اور خونی سازش کا پیش خیمہ ہو۔ مگر خدا کا فضل ہوا کہ اُمیہ اور سلمہ کو اِن کی جاسوسی کا پتا چل گیا، جس پر انہوں نے اِن جاسوسوں پر حملہ کر کے اُنہیں قید کر لینا چاہا، مگر اُنہوں نے سامنے سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ اِس لڑائی میں ایک جاسوس تو مارا گیا اور دوسرے کو قید کر کے وہ اپنے ساتھ مدینہ میں واپس لے آئے۔

حضورِ انور نے ارشاد فرمایا کہ باقی ان شاء اللہ آئندہ!

23 مارچ کا پس منظر اور شرائط بیعت

از مکرم بلال احمد آہنگر صاحب استاد جامعہ احمدیہ قادیان

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جب زمانہ آپ کا متقاضی اور منتظر تھا۔ اسلام پر دشمنوں کے حملے ہو رہے تھے۔ عیسائیت کی یلغار کی تاب نہ لا کر نہ صرف سادہ لوح مسلمان عیسائیت کے دجل وفریب کا شکار ہو رہے تھے بلکہ مولوی اور وہ بھی شاہی مولوی کا لقب پانے والے پادری بن رہے تھے۔ اندرونی طور پر بھی اسلام کئی آفات اور مصائب کا شکار تھا طرح طرح کے غلط اور فاسد عقائد، اسلامی عقائد میں راہ پا گئے تھے۔ اور اسلام کے بنیادی عقائد سے کوسوں دور جا پڑے تھے۔

اس کسمپرسی کی حالت میں رحمتِ خداوندی نے جوش مارا اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو اسلام کی ڈولتی ہوئی کشتی کو ساحلِ عافیت سے ہمکنار کرنے کے لیے منتخب کیا۔

۱۸۶۲ء اوائل کا واقعہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ بیت اقصیٰ میں کشفاً دکھایا گیا" کہ ایک باغ لگایا جا رہا ہے۔ اور آپ علیہ السلام کو اس کا مالی مقرر کیا گیا۔" (حیات النبی جلد اوّل صفحہ ۱۹۲)

یہ دراصل ماموریت کی پہلی بشارت تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ آپؑ کو گلشنِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باغبانی کا فریضہ سپرد ہونے والا ہے۔ اس کے بعد آپ علیہ السلام پر الہام الٰہی کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ماموریت کا پہلا اور تاریخی الہام نازل ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اسلام سے بے پناہ محبت کو دیکھتے ہوئے اہل ایمان کچھ یوں پکار اُٹھے:

ہم مریضوں کی ہے تم ہی پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لیے

لیکن آپؑ کی طبیعت میں القاب وخطاب کی چاہت نہیں تھی اور طبعاً خلوت نشینی کو پسند کرتے تھے۔ بیعت لینے کے بارے میں جب آپ سے استفسار کیا جاتا تو آپ یہی جواب دیتے کہ لَسْتُ بِمَامُوْرٍ کہ میں مامور نہیں ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو کنجِ عزلت سے نکالا اور رفعت اور شہرت کی بلندیوں تک پہنچایا۔

سامعین کرام! ۱۸۸۸ء وہ سال ہے جب حضرت مسیح موعودؑ کو بیعت لینے کا حکم ہوا۔ ایک طرف ۴؍ فروری ۱۸۸۸ء کو بشیر اول کی وفات کے نتیجہ میں مخالفین نے پیشگوئی پسر موعود کے تناظر میں ہنسی ٹھٹھا کیا اور طوفانِ بد تمیزی برپا کر دیا، تو دوسری طرف حضرت اقدسؑ نے یہ اعلانِ بیعت کے لیے موزوں ترین وقت سمجھا تا کہ جو لوگ سلسلہ میں آئیں وہ پاک طینت اور طیب صفات ہوں۔ چنانچہ آپ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ سے بیعت لینے کا اعلان عام ان الفاظ میں فرمایا:

"میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبتِ مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر طاقت پاتے ہیں۔ اُنہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں ان کے لئے برکت دے گا۔ بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان طیار ہوں گے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے۔ اس بارہ میں عربی الہام یہ ہے:

"اِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔ اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ" (اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۸۸)

ترجمہ۔ جب تو عزم کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ہمارے سامنے اور ہماری وحی کے تحت (نظام جماعت کی) کشتی تیار کر جو لوگ تیرے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہو گا۔

۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء کے روز حضرت مسیح موعودؑ نے "تکمیل تبلیغ" کا اشتہار تحریر فرمایا جس میں دس شرائط بیعت تجویز فرمائیں جو جماعت میں داخل ہونے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضور فرماتے ہیں:

اوّل:۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

دوم:۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق وفجور اور ظلم اور

خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

سوم:۔ یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکمِ خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

چہارم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

پنجم:۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

ششم:۔ یہ کہ اتباعِ رسم اور متابعتِ ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللہ اور قَالَ الرَّسُوْل کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

ہفتم:۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلّی چھوڑ دے گا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

ہشتم:۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردئ اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم:۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

دہم:۔ یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض لِلّٰہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاوقتِ مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ (اشتہار تکمیل تبلیغ ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء)

حضرات! اس اشتہار کے بعد حضرت اقدسؑ قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلہ جدید میں فروکش ہوئے۔ یہاں سے آپؑ نے ۴؍مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اشتہار میں بیعت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ بیعت کرنے والے اصحاب ۲۰؍مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔

حضرت اقدس کے اشتہار پر جموں، خوست بھیرہ، سیالکوٹ، گورداسپور، گوجرانوالہ، جالندھر، پٹیالہ، مالیر کوٹلہ، انبالہ، کپورتھلہ اور میرٹھ وغیرہ سے متعدد مخلصین لدھیانہ پہنچ گئے۔ حضرت منشی عبد اللہ صاحب سنوریؓ کی روایت کے مطابق ۲۰؍رجب ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۳؍مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان میں بیعت کا آغاز ہوا۔ وہیں بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لیے ایک رجسٹر تیار ہوا جس کی پیشانی پر لکھا گیا۔ ”بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت۔

حضرت اقدسؑ بیعت لینے کے لیے مکان کی ایک کچی کوٹھڑی میں (جو کہ بعد میں دار البیعت کے مقدس نام سے موسوم ہوئی) بیٹھ گئے اور دروازے پر حضرت حافظ حامد علی صاحب کو مقرر فرمایا اور انہیں ہدایت دی کہ جسے میں کہتا جاؤں اسے کمرے میں بلاتے جاؤ۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب کو بلوایا۔ حضرت اقدس نے آپؓ کا ہاتھ کلائی پر زور کے ساتھ پکڑا اور بڑی لمبی بیعت لی۔ اس طرح پہلے دن چالیس احباب نے آپؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ (تاریخ احمدیت جلد ۱ صفحہ ۳۳۹-۳۴۱)

مردوں کی بیعت کے بعد حضورؑ گھر تشریف لائے تو بعض عورتوں نے بھی بیعت کی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ کی اہلیہ اور حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کی بیٹی صغریٰ بیگم صاحبہؓ نے بیعت کی۔ بیعتِ اولیٰ کے بعد سب احباب کو کھانا کھلایا گیا اور حضورؑ نے بھی کھانا نوش فرمایا۔ جس کے بعد نماز ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے الزام کا جواب

از مکرم عمران ناصر صاحب مربی سلسلہ

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ ہی سے فریب کار اور نام نہاد ملاؤں نے آپؑ کے دعاوی سے مشتعل ہو کر سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمانوں کو آتش کدہ گمراہی میں جھونک دینے کی کوشش کی ہے اور اس کیلئے سب سے موثر اور مفید ہتھیار جو عمل میں لایا گیا وہ حضرت مسیح موعودؑ پر رسول پاکؐ کی گستاخی کا الزام ہے یہ وہ بہتان ہے جس کے ذریعہ متعصب ملاں عوام الناس میں منافرت اور معاندت پھیلانے میں اپنے باطلانہ زعم کے مطابق کچھ حد تک فائز المرام ہوئے ہیں کیونکہ تمام عام وخاص مسلمانوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے اکرام رسول، تحفظ شان رسول اور ناموس رسالت کا بے پناہ جذبہ اور جوش موجزن رکھا ہے۔ اور اسی جوش وجذبہ سے ناجائز طور پر فائدہ اٹھا کر معاندین احمدیت نے حضرت مسیح موعودؑ پر شاتم رسول اور گستاخ رسولؐ کے من گھڑت افتراءات اور الزامات تراش کر کے معصوم عوام کے نیک جذبات سے کھلواڑ کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی عبارات کی تحریف کر کے ایسا فضول اور بے بنیاد ڈھونگ رچایا ہے جسکو دیکھ کر ایک پاک خو انسان عالم تحیّر میں ڈوب جاتا ہے۔

چنانچہ جب حضرت مسیح موعودؑ پر متین خالد صاحب جیسے شیطانی چیلوں نے اسی طرح کی بہتان طرازیاں کیں اور کفر کے فتوے گھڑتے گئے تو عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ نے انہیں ان عاشقانہ الفاظ میں جواب دیا کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ خدا کے بعد میں عشق محمدؐ میں مخمور ہوں اگر میرا یہ عشق کفر ہے تو خدا کی قسم میں سخت کافر ہوں۔

معزز قارئین! غور فرمائیے اور اس شخص کے عشق کے قلزم بے کراں کا اندازہ کیجئے جس کے دل کی گہرائیوں سے یہ آواز نکلی ہو اور خدا کی قسم کھا کر بات کر رہا ہو جس قلم کی یہ دلکش آواز ہو کیا اسے بے لگام اور گستاخ قلم کہہ سکتے ہیں ایسی جسارت تو ابلیس اعظم علیہ ماعلیہ ہی کر سکتا ہے۔

مخالفین کی جانب سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر کیے جانے والے بے بنیاد اعتراضات سے آپؑ کے عشقِ رسولؐ کے آہنی قلعے کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکتی۔ اگر کوئی حقیقت کا متلاشی ہے اور مومنانہ بصیرت حاصل کرنا چاہتا ہے، تو اس کے لیے یہی بہتر ہے کہ تعصب اور بے جا بدگمانی کو ترک کرے، بے بنیاد الزامات کے راستے سے ہٹ کر تحمل اور تدبر کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کا مطالعہ کرے۔ یہی وہ سمندر ہے جس میں آپؑ نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر کیا، اور یہی وہ روشنی ہے جو سچائی کی راہ دکھا سکتی ہے۔

اب ہم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے عشقِ رسولؐ کی ایک جھلک قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ درحقیقت، حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس عشقِ صادق کی گواہی دیتا ہے پھر چاہے وہ آپؑ کی تحریرات ہوں، خطبات ہوں، ملفوظات ہوں یا منظوم کلام، ہر جگہ محبت وعقیدت کی وہی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ یہ حیرت کی بات ہے کہ بعض افراد سیاق وسباق سے ہٹ کر چند جملے پیش کر کے غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، جبکہ اصل حقیقت اس کے برعکس ہے۔

لہٰذا، ہم قارئین سے گزارش کرتے ہیں کہ صدقِ دل سے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو پڑھیں اور خود فیصلہ کریں — کیا ایسا والہانہ عشقِ رسولؐ کسی اور نے کیا ہے؟ کیا وہ عظیم المرتبت شخصیت، جس نے اپنی ساری زندگی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بسر کی، عاشقِ صادق ہے یا نعوذ باللہ اس پر کوئی اور الزام عائد کیا جا سکتا ہے؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے!

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے آقا ومطاع خاتم الانبیاء، محبوب خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عشق ومحبت تھا جس

کاالفاظ میں بیان کرنے کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ عشق رسولِ مقبولؐ آپؑ کی روح کی غذا تھی۔ اسی سے آپؑ کی ذات کا خمیر اٹھایا گیا اور اسی میں ہر دم فنا رہتے ہوئے آپؑ کی زندگی کا لمحہ لمحہ بسر ہوا۔ عشق و فدائیت کے انداز اور محبت رسول کی ادائیں اتنی وسیع اور متنوع ہیں کہ ان کا احاطہ کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔ مختصر الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ عشق رسول ﷺ آپؑ کی جان تھی اور آپؑ کا سارا وجود عشقِ رسول ﷺ کا ایک شیریں پھل تھا۔ سچی محبت کے جو بھی لوازم اور اثرات ہوتے ہیں ان سے حضرت اقدسؑ کی زندگی کچھ اس طرح بھری ہوئی ہے جس طرح آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ وہ الفاظ کہاں سے لائے جائیں جن سے یہ حق ادا ہو سکے۔ چند ایک پہلو قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے آقا و مولیٰ، حبیب کبریاء، حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات اقدس کے حوالہ سے جن جذبات کا اظہار فرمایا ہے وہ ایک محبت کا قلزم بیکراں ہے۔ اس کی اتھاہ گہرائیوں کا اندازہ کرنے کے لئے ایک عارف باللہ کا دل چاہئے۔ لیکن ایک بات ہم پورے وثوق اور یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح پاکؑ نے جس بے مثال انداز میں اپنے آقائے نامدار محمد عربی ﷺ کی محبت میں کلیۃً فنا ہو کر اور اپنے نفس کو لاشے یقین کرتے ہوئے جس والہانہ محبت اور فدائیت کے رنگ میں اپنے جذبات کا ذکر کیا ہے اس کی کوئی مثال ساری اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نہ صرف سیدنا حضرت محمد مصطفیٰؐ کی اعلیٰ وارفع شان کے معتقد و معترف تھے بلکہ آپؑ کے جان وتن میں حضور سرور کائنات کیلئے ایسا عشق و محبت کا طوفان بپا تھا جسکو الفاظ میں مقید کرنا سراسر ناانصافی ہے۔ یہ عشق رسول مقبولؐ آپ کے روح کی غذا تھی۔

قارئین کرام! نظر کیجئے ان پرسوز تحریرات پر جو حضرت رسول عربیؐ کے عشق و محبت اور شان و مرتبت کے سمندر اپنے اندر سمیٹے ہوئی ہیں جن سے نہ صرف اقرار عظمت ہے بلکہ فدائیت کے جذبات اجلیٰ طور پر تاباں و درخشاں نظر آتے ہیں۔ درحقیقت آپ نے اپنے قلم اعجاز سے رسول عربیؐ کی ایسی دلکش و دلآویز تصویر کھینچ کر دنیا کے سامنے بیان کی کہ جس کی اور کوئی نظیر موجود نہیں ہے۔ آپ کے مبارک قلم سے نکلے ہوئے سحر آفریں کلمات خواہ وہ کسی عنوان پر ہی کیوں نہ ہوں جگہ جگہ بے ساختہ اُبھر آتے ہیں اور بے پناہ باطنی جذب اور کشش کے باعث قاری کے دل و دماغ پر اس طرح نقش ہوتے چلے جاتے ہیں کہ وہ ان میں محو ہو کر رہ جاتا ہے اور خود اس کے اپنے دل میں بھی عشق رسول کا ایک موّاج سمندر ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

''وہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا اور جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں''۔ (سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۱۹۸)

''مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھانے والا صرف حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں''۔

(اربعین حصہ اوّل صفحہ ۲)

''دنیا میں ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کا نام محمد رسول اللہ ﷺ ہے''۔

(الحکم اپریل سنہ ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سیّد ومولیٰ سیّد الانبیاء سیّد الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۱۶۰ روحانی خزائن جلد ۵)

آئینہ کمالات اسلام میں معاندینِ اسلام کی طرف سے حضورؐ کی توہین آمیز کاروائیوں سے غمزدہ ہو کر آپؑ فرماتے ہیں۔ جس کا اردو

ترجمہ پیش خدمت ہے۔فرمایا:

"خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے نازک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلاءِ عظیم سے نجات بخش۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵ روحانی خزائن جلد ۱۵)

ذرا بتایئے کہ کون ہے جو اس طرح حضور ﷺ کی ہتک دیکھ کر اس حد تک بے تاب ہو جائے۔ کیا کسی عاشق اور مجنون کے علاوہ بھی کوئی اس دیوانہ پن کا مظاہرہ کر سکتا ہے؟

اسی طرح آپؑ کے اردو عربی اور فارسی اشعار میں حضورؐ کے انتہائی ارفع و اعلیٰ مقام اور فہم و ادراک سے بالا شان' بے مثال اور لازوال حسن و احسان چھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپؑ نے اپنے محبوب رسولؐ کی ایسی دلکش اور دل آویز تصویر پیش کی ہے جس کی نظیر سے دنیا عاجز ہے جہاں دیکھو وہاں آپؑ کے منظوم کلام میں ایک عجیب دل ربائی اور جانبازی کا نمونہ ملتا ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بزبان فارسی بہت سارے عاشقانہ کلمات قصائد کی شکل میں جو تحریر فرمائے ہیں اُس میں چند ایک اشعار بطور نمونہ پیش خدمت ہیں:

جان و دلم فدائے جمال محمد است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمد است
دیدم بعین قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمد است
ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ زبحر کمالِ محمد است

ایں آتشم ز آتشِ مہر محمدی است
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمد است

(اخبار ریاض ھند امرتسر مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۴ء)

عجب نُوریست درجانِ محمدؐ
عجب لعلیست درکانِ محمدؐ
عجب دارم دل آں ناکساں را
کہ رُو تابند از خوانِ محمدؐ

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

اب آگے عربی قصائد سے چند ایک عشقیہ کلمات پیش ہیں۔

فطُوبیٰ لِمَنْ صَافِي صِرَاطَ مُحَمَّدٍ
وکمثلِ ھٰذَا النُّورِ مَابَانَ نیِّر
وصلنَا اِلَی الْمَوْلیٰ بِھَدْیِ نبیِّنَا
فدَعْ ما یقولُ الکافِرُ الْمتنصِّرُ
لَهٗ رُتْبَةٌ فِي الْاَنبیاء رَفِیْعَةٌ
فطوبیٰ لِقَوْمٍ طَاوَعُوهُ وَخَيَّرُوا
فِدًا لَّكَ رُوحِیْ يَاحَبِيْبِیْ وَسَيِّدِی
فدًا لَّكَ رُوحِیْ اَنْتَ وَرْدٌ مُنَضَّرٌ
وَمَا اَنْتَ اِلَّا نَائِبُ اللهِ فِي الوَرٰى
وَاَعْطَاكَ رَبُّكَ هٰذِهٖ ثُمَّ كَوْثَرٌ

(کراماتُ الصّادقین صفحہ ۳۶)

Prop : Mohammed Yahiya Ateeq Cell : 9886671843

ಐ ಮೊಬೈಲ್ಸ್

I MOBILES

Authorised Service centre of

LAVA itel INTEX XOLO the next level Infinix The future is Now! TECNO Mobile spice

1st Floor Kallur Complex, Gandhi Chowk Yadgir - 585201.

NUSRAT

MOTORS RE-WINDING

Cell : 9902222345
9448333381

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding, Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.

HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

HR
Sk. Anas Ahmad

Mob : 9861084857
9583048641
email : anash.race@gmail.com

H. R. ALUMINIUM & STEEL

We Deal with all Types of Aluminium & Steel Works
Sliding Window, Door, Partition, ACP Work, Glazing, Steel Railing etc.

Sivananda Complex, Machhuati, Near Salipur SBI

AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9622584733,7006066375,9797024310

JMB Rice mill Pvt. Ltd.

At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

”انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہوجاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔“ (کلام امام الزمان)

Love For All Hatred For None

Sk. Zahed Ahmad
Proprietor

M/S
M.F. ALUMINIUM

Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel

Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

کیا حضرت مسیح موعودؑ نے انبیاء کرام کی توہین کی ہے؟

از مکرم مرتضیٰ حمید بٹ صاحب مربی سلسلہ

بعض معترضین کی جانب سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ (نعوذ باللہ) انبیاء کرامؑ کی تکریم نہیں کرتے تھے اور خود کو ان پر ترجیح دیتے تھے۔ یہ ایک بے بنیاد اور من گھڑت الزام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات، ارشادات اور سیرتِ مبارکہ کا غیر جانبداری سے مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپؑ نے ہمیشہ تمام انبیاء کرامؑ کی عظمت و توقیر بیان کی اور ان کے مقام و مرتبہ کا برملا اظہار کیا۔ کسی بھی تحریر میں ایسا کوئی اشارہ تک موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ آپؑ نے کسی نبی کی شان میں گستاخی کی ہو، یا کسی نبی کی عزت و تکریم سے انکار کیا ہو۔

اس کے برعکس، آپؑ کی تحریرات میں ہمیں واضح طور پر ملتا ہے کہ ہر سچے نبی کا احترام اور ان کی بزرگی کو تسلیم کیا جانا ضروری ہے، چاہے وہ کسی بھی قوم یا زمانے میں مبعوث ہوئے ہوں۔ آپؑ نے نہ صرف انبیاء بنی اسرائیل اور انبیائے عرب کی تعظیم و تکریم بیان کی، بلکہ دیگر اقوام کی برگزیدہ ہستیوں، جیسے حضرت بدھ، حضرت رام چندر، حضرت کرشن علیہم السلام کو بھی عزت و تکریم کے ساتھ یاد کیا اور انہیں خدا کا مامور بندہ قرار دیا۔ یہی نہیں، بلکہ آپؑ نے متعدد مواقع پر بیان فرمایا کہ کسی بھی نبی کی شان میں گستاخی کرنا ایمان کے منافی ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر حضرت مسیح موعودؑ نے (نعوذ باللہ) انبیاء کی عصمت کے خلاف تعلیم دی ہوتی تو آپؑ کے خلفاء اور جماعت بھی اسی نظریے کی پیروی کرتے، لیکن ایسا نہیں ہے۔ جماعتِ احمدیہ ہمیشہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا ادب و احترام کرتی ہے اور ''لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ'' (ہم کسی نبی میں فرق نہیں کرتے) کے قرآنی اصول پر کاربند ہے۔ یہ حقیقت خود معترضین کے خلاف ایک مضبوط دلیل ہے۔

جہاں تک اس اعتراض کا تعلق ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بعض انبیاء پر اپنی فضیلت بیان کی، تو اس ضمن میں بنیادی اصول یہ سمجھنا ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ سے قبل تمام انبیاء مختص الزمان، مختص المکان اور مختص القوم تھے۔ ان میں واحد ہستی جو تمام عالم کے لیے مبعوث ہوئی، وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ نے اپنے آپ کو ہمیشہ رسول کریم ﷺ کا خادم، شاگرد اور ظل قرار دیا اور واضح کیا کہ آپؑ کے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ حضور ﷺ کے فیض سے ہی ہے۔ جیسا کہ آپ علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

پس، اگر کسی بھی تحریر میں کسی خاص پہلو سے فضیلت کا ذکر آتا ہے تو وہ درحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کی ذاتی فضیلت نہیں، بلکہ آنحضرت ﷺ کی عالمی اور ابدی فضیلت کا پرتو ہے، جو آپؑ کے وجود کے ذریعے ظاہر ہوا۔ چنانچہ یہ اعتراض محض غلط فہمی یا بدنیتی پر مبنی ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

انبیاء علیہم السلام، حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں

اب ہم حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات میں سے بطور نمونہ چند اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ آپؑ نہ صرف انبیاء علیہم السلام کی عزت کرتے تھے بلکہ آپؑ نے اپنی جماعت کو بھی اس بات کی تعلیم دی اور ان کی تعظیم کو جزو ایمان قرار دیا اور توہین کو گناہ کبیرہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔''

(اعجاز احمدی جلد ۱ صفحہ ۹۶)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔۔۔۔۔کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔''

(چشمہ معرفت صفحہ ۳۹۰ روحانی خزائن جلد ۲۳)

پھر فرماتے ہیں:

''میں تمام نبیوں کی عزت و احترام کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔''

(ملفوظات صفحہ ۴۷۷ جلد ۲)

حضرت نبی کریم ﷺ کی تعریف میں انبیاء کرام کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

هُوَ فَخْرُ كُلِّ مُطَهَّرٍ وَ مُقَدَّسٍ

وَبِهٖ يُبَاهِي الْعَسْكَرُ الرُّوحَانِي

هُوَ خَيْرُ كُلِّ مُقَرَّبٍ وَمُتَقَدِّمٍ

وَالْفَضْلُ بِالْخَيْرَاتِ لَا بِزَمَانٖ

یعنی آپؐ کی ذات ہر مقدس و مطہر نبی کیلئے فخر کا باعث ہے اور آپؐ کی ذات والاصفات سے وہ روحانی لشکر مباہات حاصل کرتا ہے آپؐ تمام گذشتہ مقرّبان بارگاہ الٰہی سے افضل ہیں اور فضیلت تو اعلیٰ خوبیوں کی وجہ سے ہوتی ہے نہ زمانے کے لحاظ سے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۹۳)

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں:۔

''آپؐ نے دنیا کو تعلیم دی کہ لوگ انبیاء کی نسبت جن غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں اس کا سبب ان کی نافہمی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے اور بلا تحقیق اپنی بات کو پھیلانا شروع کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ وہ سچائی کا زندہ نمونہ اور وفا کی جیتی جاگتی تصویر ہوتے ہیں وہ اللہ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں اور صفائی اور خوبصورتی سے اللہ تعالیٰ کی سبّوحیّت اور قدوسیّت اور اس کے بے عیب ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ درحقیقت وہ ایک آئینہ ہوتے ہیں جس میں بدکار بعض دفعہ اپنی شکل دیکھ کر اپنی بدصورتی اور درشت روئی کو ان کی طرف منسوب کر دیتا ہے، نہ آدمؑ شریعت کا توڑنے والا تھا، نہ نوحؑ گنہگار تھا، نہ ابراہیمؑ نے جھوٹ بولا، نہ یعقوبؑ نے دھوکا دیا، نہ یوسفؑ نے بدی کا ارادہ کیا یا چوری کی یا فریب کیا، نہ موسیٰؑ نے ناحق خون کیا، نہ داؤدؑ نے کسی کی ناحق بیوی چھینی، نہ سلیمانؑ نے کسی مشرکہ کی محبت میں اپنے فرائض کو بھلایا، یا گھوڑوں کی محبت میں نماز سے غفلت کی، نہ رسول کریم ﷺ نے کوئی چھوٹا یا بڑا گناہ کیا، (یہ سب وہ باتیں ہیں جو علماء اسلام انبیاء کے بارہ میں لکھتے رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات تمام عیوب سے پاک تھی اور تمام گناہوں سے محفوظ و مصئون۔ جو آپ ﷺ کی عیب شماری کرتا ہے وہ خود اپنے گند کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ سب افسانے جو آپ ﷺ کی نسبت مشہور ہیں بعض منافقوں کی روایات ہیں جو تاریخی طور پر ثابت نہیں ہو سکتے۔ آپ ﷺ کی باقی زندگی ان روایات کے خلاف ہے اور جس قدر اس قسم کی باتیں آپ ﷺ کی نسبت یا دوسری انبیاء کی نسبت مشہور ہیں وہ یا تو منافقوں کے جھوٹے اتہامات کے بقیہ یادگار ہیں، یا کلام الٰہی کے غلط اور خلافِ مراد معنی کرنے سے پیدا ہوئی ہیں۔''

(دعوت الامیر صفحہ ۱۴۹ موٗلفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

حضرت مسیح موعودؑ نے انبیاء کے صحیح مرتبہ کو ایک دفعہ پھر سے قائم کر دیا اور ان کی عزّتوں کی حفاظت کی، خصوصاً رسول کریم ﷺ کی شان اور آپ ﷺ کی پاکیزگی کو نہ صرف الفاظ میں بیان کیا، بلکہ ایسے زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ دشمنانِ رسول ﷺ کا منہ بھی بند ہو گیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے فارسی منظوم کلام میں انبیاء کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہر رسولے آفتابِ صدق بود

ہر رسولے بود مہر انورے

ہر رسولے بود ظلّ دین پناہ

ہر رسولے بود باغے مثمرے

گر بدنیا نامدے ایں خیلِ پاک
کارِ دیں ماندے سراسرا ابترے
ہر کہ شکرِ بعثِ شان نارد بجا
ہست او الآئے حق را کافرے
آں ہمہ از یک صدف گوہراند
متحد در ذات واصل وگوہرے
انبیاء روشن گہر ہستند لیک
ہست احمد زاں ہمہ روشن تری
آں ہمہ کانِ معارف بودہ اند
ہر یک از راہِ مولیٰ مخبرے

ترجمہ:

ہر رسول سچائی کا سورج تھا، ہر رسول نہایت روشن آفتاب تھا۔

ہر رسول دین کو پناہ دینے والا سایہ تھا، اور ہر رسول ایک پھلدار باغ تھا۔

اگر یہ پاک جماعت دنیا میں نہ آتی، تو دین کا کام بالکل ابتر رہ جاتا۔

جو ان کی بعثت کا شکر بجا نہیں لاتا، وہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کا منکر ہے۔

وہ سب ایک سیپی کے موتی ہیں، جو ذات اور اصل اور چمک میں یکساں ہیں۔

تمام نبی روشن فطرت رکھنے والے ہیں، مگر احمدؐ ان سب سے زیادہ روشن ہیں۔

سب معرفت کی کان تھے، اور ہر ایک مولیٰ کے راستے کی خبر دینے والا تھا۔

ان چند مختصر حوالجات سے نہایت عمدگی کے ساتھ ظاہر ہے کہ حضرت اقدس سید نا مرزا صاحبؑ نے رسولوں اور نبیوں پر ایمان وایقان ظاہر کرنے کے علاوہ ان کی شان پاک میں نہایت اعلیٰ درجہ کے مدحیہ کلمات اور تعظیمی الفاظ بھی بیان فرمائے ہیں اور ان کی بڑی عظمت وتوقیر ظاہر فرمائی ہے۔

ان سب اقتباسات کے ہوتے ہوئے کون ہے جو سید نا حضرت مسیح موعودؑ پر انبیاء کی توہین کا الزام لگا سکے۔

حضرت مصلح موعودؓ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آمد تھی اُن کی یا کہ خدا کا نُزول تھا
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصہ میں کر گئے
وہ پیڑ ہو رہے تھے جو مدت سے چوبِ خشک
پڑتے ہی ایک چھینٹا دلہن سے نکھر گئے

Prop. Mahmood Hussain
Cell : 9900130241
MAHMOOD HUSSAIN
Electrical Works

Generator & Motor Rewinding Works
Generator Sales & Service
All Generators & Demolishing Hammer Available On Hire
Near Huttikuni Cross, Market Road, YADGIR

O.A. Nizamutheen
Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait
Cell : 9943030230
O.A.N. Doors & Steels
All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

حضرت مسیح موعودؑ کی نظر میں خدا تعالیٰ کا اعلیٰ و ارفع مقام

از مکرم حاشر احمد طارق صاحب مربی سلسلہ

حضرت مسیح موعودؑ نے جس زمانہ میں دعویٰ کیا اس زمانہ میں برصغیر کے تمام بڑے مذاہب نے خدا تعالیٰ کی ذاتِ بابرکت پر طرح طرح کے افتراء گھڑ رکھے تھے۔ عیسائیوں نے اپنے زعم میں مسیح ناصریؑ کو ابنیت کی چادر پہنا کر الوہیت کا درجہ دے رکھا تھا، آریہ مذہب والے روح اور مادہ کو ازلی وابدی قرار دے کر روح و مادہ کو خدائی صفات میں اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیتے تھے، ہندو مذہب کے پیروکاروں نے انواع واقسام کے بت بنا کر ان کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا۔ یہاں تک کہ مسلمان جو کہ خیر الامم ہیں انہوں نے بھی خدا تعالیٰ کی صفت کلیم کو معطل قرار دے رکھا تھا اور طرح طرح کی بدعات میں شریک تھے۔ سلطان القلم حضرت مسیح موعودؑ نے عربی، اردو، فارسی ہر سہ زبانوں میں نہ صرف خدا تعالیٰ کے محامد بیان فرمائے بلکہ خدا تعالیٰ کی ذاتِ پاک پر ہونے والے تمام اعتراضات خواہ وہ عیسائیت کی طرف سے ہوں خواہ ہندوؤں کی طرف سے خواہ مسلمانوں کی طرف سے ان کا بخوبی رد کیا اور اسلام کے زندہ خدا کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور اس ذات باری کو مستجمع جمیع صفاتِ کاملہ قرار دیا۔

مخالفین کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلامؑ کی مختلف تحریرات کو سیاق و سباق سے ہٹا کر پیش کیا جاتا ہے اور نعوذ باللہ یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپؑ نے وجودِ باری تعالیٰ کی توہین کی ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ ذیل اقتباسات پر انصاف کی نظر سے غور کیجئے اور خود فیصلہ کیجئے کہ معترضین نے جو بھیانک اور بے بنیاد الزامات اس پاک عارف باللہ پر لگائے ہیں۔ آیا ان کی کچھ حقیقت بھی ہے یا یہ محض تعصّب و تنافر کا نتیجہ ہے۔ آپؑ کی تمام تصانیف، ارشادات اور مکتوبات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت و جلال، اس کی وحدانیت اور اس کی صفاتِ کاملہ کا واضح بیان موجود ہے۔ یہاں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی جواب دینا ممکن نہیں، تاہم ہم چند منتخب اقتباسات پیش کرتے ہیں، جو کسی بھی صاحبِ انصاف کے لیے اس شبہ کے ازالے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

مذکورہ عبارات کے ایک ایک حرف میں معرفتِ الٰہی کے سمندر موجزن ہیں جن میں ہر تشنہ روح کیلئے جام وصال کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے انہیں قسما قسم کے نقائص وعیوب اور خرافات کا پلندہ قرار دیا جاتا ہے جبکہ ایک فہیم، عقلمند اور منصف انسان کا ذہن ان پُر معارف عبارات کو پڑھ کر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں پاتا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:

''اے سننے والو سنو! ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی اور ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں اور وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جسکا کوئی ہمتا نہیں جسکا کوئی ہم صفت نہیں۔'' (رسالہ الوصیت صفحہ ۱۱-۱۰)

''اس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قویٰ کے ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے۔ اور کوئی چیز نہ اس

کے علم سے باہر ہے اور نہ اس کے تصرف سے نہ اس کے خلق سے ۔اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اس پاک نبی محمد مصطفی ﷺ پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ نشان ہمیں دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے۔سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا۔اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا احسان والا اس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔''

(نسیم دعوت صفحہ ۳۱روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۳)

پھر فرماتے ہیں:

''خدا آسمان و زمین کا نور ہے یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے اور خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سر چشمہ ہے اسی کی ہستیٔ حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے۔وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا۔بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔''

(براہین احمدیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱ روحانی خزائن جلد ۱)

پھر فرماتے ہیں:

''کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اسکا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لیے لوگوں کے کان کھلیں۔''

(کشتیٔ نوح صفحہ ۲۳-۲۴روحانی خزائن جلد ۱۹صفحہ ۲۱-۲۲)

ایک موقعہ پر فرمایا:

''ایک قادر اور قیوم اور خالق کل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ اس کا کوئی بیٹا۔وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ ۱۰)

قارئینِ کرام!ذرا غور فرمایئے، کیا مندرجہ بالا اقتباسات محض بے بنیاد خیالات کا مجموعہ ہیں؟ کیا ان میں عقائدِ مسلمہ کا استہزا کیا گیا ہے؟ کیا کوئی ذی شعور اور بااخلاق انسان یہ گمان کرسکتا ہے کہ ان عبارات میں—نعوذ باللہ—وجودِ باری تعالیٰ کی توہین کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے؟حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپؑ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق مانتے تھے، اور اپنی تمام تصانیف میں اسی ازلی و ابدی نور کے جلال کو آشکار کرنے کے لیے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ وقف کر دیا۔یہ امر حیرت انگیز ہے کہ بجائے اس علمی و روحانی خزانے سے فیض حاصل کرنے اور اس کی حکمتوں کو سمجھنے کے، بعض افراد بلا جواز اعتراضات اٹھانے میں مصروف ہیں۔انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی شخصیت کی تعلیمات کو اس کے مکمل سیاق وسباق میں پرکھا جائے، تاکہ حقیقت تک رسائی ممکن ہو سکے۔

گوشۂ ادب

تعارف درّ ثمین

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بابرکت کلام کا مجموعہ درّ ثمین اسلامی ادب میں ایک درخشاں ستارہ ہے۔ یہ وہ منفرد کتاب ہے جس میں ایک موعود امتی نبی کے منظوم کلام کو یکجا کیا گیا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اشاعتِ حق اور دفاعِ اسلام کے لیے غیر معمولی جوش اور تپش عطا فرمائی تھی۔

یہ گنجِ گراں مایہ حقیقت و معرفت کے انمول موتیوں سے مزین ہے، جس میں ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کا بیان ہے، اس کی محبت میں ڈوبے ہوئے الفاظ ہیں، اس کے کلام کے حقائق و معارف کا ذکر ہے، اور اس کے محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے شمائل و اخلاق کی دل نشین تصویر کشی ہے۔

یہ کلام کوئی عام شاعری نہیں بلکہ عشقِ الٰہی میں ڈوبی ہوئی وہ پکار ہے جو سیدھی دل میں اترتی ہے۔ یہ وہ الہامی و وجدانی مضامین ہیں جو آیاتِ قرآنی کی گہرائیوں سے جڑے ہوئے ہیں اور احادیثِ نبویہ کی روشنی میں منور ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ منظوم کلام نہ صرف فکری و روحانی بالیدگی عطا کرتا ہے بلکہ اپنے شفاف اور عمیق معانی کے سبب قاری کے دل پر دیرپا اثرات چھوڑتا ہے۔

تاریخ کے صفحات میں ہمیں منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹیؓ، حضرت خلیفہ نور الدین صاحب جمونیؓ اور حضرت حکیم فضل دینؓ صاحب بھیروی کے اسمائے گرامی ملتے ہیں، جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ مبارکہ میں ہی آپؑ کے کلام کو کتب میں سے جمع کر کے ایک باقاعدہ کتابی شکل میں مرتب کر دیا۔ ان عشاقانِ مسیح نے ان بکھرے ہوئے موتیوں کو یکجا کیا اور انہیں درّ ثمین کے حسین و جمیل سانچے میں ڈھال کر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا۔

شکرِ خدا کہ ہم نے دورِ مسیحؑ پایا

(محمد ابراہیم سرور، قادیان)

شُکرِ خدا کہ ہم نے، دورِ مسیحؑ پایا
رحمت عظیم پائی، رستہ صحیح پایا
نبیوں کی ہے گواہی، آئے گا ابنِ مریم
رحمان کا کَرم ہے، رہبر مدیح پایا
اللہ کے جَری نے احیائے دیں کیا پھر
فتحِ مبین پائی ، غلبہ صریح پایا
بس نام رہ گیا تھا، اسلام کا جہاں میں
اُ سکے ہی دَم سے ہم نے، سب سے صبیح پایا
تھا اوّلین مقصد، بس دین کی اشاعت
ہمدردئ خلائق میں بھی، ذبیح پایا
افسُردگی۔ غمی سے، جس نے بچائی اُمّت
ظلمت سے بھی چھڑایا ، مہدیؑ فریح پایا
ہر دین میں سے برتر ،ثابت کیا اُسی نے
نُصرت خدا کی پائی، عِلمِ فصیح پایا
جتنے تھے دیں کے دُشمن ، سب نے اُٹھائی ذِلّت
واضح شکست پائی، سَقرِ قبیح پایا
اِس دور میں ہے ہر جا، بس تلخی اور تُرشی
حمدِ خدا کہ ہم نے، محسن ملیح پایا
سرورؔ چلو! کریں ہم ،خالق کو اپنے سجدہ
شاہِ اَمن جو پایا، احمدؑ شریح پایا

بنیادی مسائل کے جوابات

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات)

دوسرا نقطۂ نظر جس کے مطابق مسلمانوں پر حملہ کرنے والے دشمن کے لشکر میں شامل ایسی عورتیں جب اُس زمانہ کے رواج کے مطابق مسلمانوں کے قبضہ میں بطور لونڈی کے آتی تھیں تو ان سے ازدواجی تعلقات کے لیے رسماً کسی نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، بھی غلط نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے بعض اور مواقع پر ایسی لونڈیوں کے بارے میں جواب دیتے ہوئے اس موقف کو بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ اس سوال کہ 'لونڈی کو بغیر نکاح کے گھر میں بمنزلہ بیوی کے رکھنا کہاں تک درست ہے۔ علماء کا فتویٰ ہے کہ لونڈی سے نکاح کی ضرورت نہیں۔ بلا نکاح تعلق رکھنا جائز ہے۔ یہ درست ہے یا نا درست؟' کے جواب میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: اس سوال کا جواب لونڈی کی تعریف پر منحصر ہے۔ اگر لونڈیوں سے وہ لونڈیاں مراد ہوں جو رسول کریم ﷺ کے مقابل پر حملہ کرنے والے لشکر کے ساتھ ان کی مدد کرنے کے لئے ان کے ساتھ آتی تھیں اور وہ جنگ میں قید کر لی جاتی تھیں۔ تو اگر وہ مکاتبت کا مطالبہ نہ کریں تو ان کو بغیر نکاح کے اپنی بیوی بنانا جائز ہے یعنی نکاح کے لئے ان کی لفظی اجازت کی ضرورت نہیں تھی۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان نمبر ۵۷، جلد ۲۴، مورخہ ۵؍ستمبر ۱۹۳۶ء صفحہ ۵)

پھر اس سوال کہ 'لونڈی سے نکاح کرنے یا نہ کرنے کے متعلق حضور کا کیا خیال ہے؟' کے جواب میں حضورؓ نے فرمایا: نکاح ایک اعزاز ہے جو عورت کو حاصل ہوتا ہے۔ لونڈی کو یہ اعزاز دینے کا کیا مطلب؟ وہ تو اس قوم سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہے جو اسلام کو مٹانے کے لئے حملہ آور ہوتی ہے۔ لونڈیاں اس قوم کی عورتیں بنائی جا سکتی ہیں جس نے مسلمانوں پر ان کا مذہب بدلوانے کے لئے حملہ کیا ہو۔ پولیٹیکل جنگ میں اگر فتح حاصل ہو تو لونڈیاں بنانا جائز نہیں۔ یہ دراصل اس قوم کے لئے سزا ہے جو مذہب بدلوانے کے لئے حملہ آور ہو۔

(اخبار الفضل قادیان دارالامان نمبر ۲۰، جلد ۲۲، مورخہ ۱۴؍اگست ۱۹۳۴ء صفحہ ۵)

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بعض مجالس عرفان میں اور درس القرآن میں لونڈیوں کے مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے اسی موقف کو بیان فرمایا ہے کہ ان لونڈیوں سے ازدواجی تعلق استوار کرنے کے لیے رسماً کسی نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

(مجلس عرفان مورخہ ۹ فروری ۱۹۹۴ء، مطبوعہ الفضل ۲۴؍اکتوبر ۲۰۰۲ء صفحہ ۳، ۴)

(مجلس عرفان مورخہ ۴؍نومبر ۱۹۹۴ء مطبوعہ الفضل ۴؍دسمبر ۲۰۰۲ء صفحہ ۴)

(درس القرآن مورخہ ۱۴؍جنوری ۱۹۹۷ء)

پس قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میرا یہی موقف ہے کہ جو لونڈیاں جنگوں کے بغیر کسی اور ذریعہ سے مسلمانوں کی ملکیت میں تھیں ان کے ساتھ نکاح کے بغیر تعلقات قائم کرنا منع ہوتا تھا۔ لیکن دشمنان اسلام کی جو عورتیں اپنے لشکر کی معاونت کے لیے دشمن کے لشکر کے ساتھ آئی ہوتی تھیں اور دشمن کی شکست کے نتیجہ میں دیگر جنگی قیدیوں کے ساتھ قیدی بنتی تھیں۔ ایسی عورتوں کے ساتھ ان مسلمان مجاہدین کا جن کے حصہ میں وہ مال غنیمت کے طور پر آتی تھیں، جسمانی تعلقات کے لیے باقاعدہ کسی ایسے رسمی نکاح کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، جس میں اس لونڈی کی رضامندی ضروری ہو یا اسلامی دستور کے مطابق اس کے ولی کی رضامندی ضروری ہو، بلکہ جس طرح بہت سے قبائل اور معاشروں میں یہ طریق رائج رہا ہے اور اب بھی بعض ممالک میں یہ طریق موجود ہے کہ معاشرہ میں صرف یہ بتا دیا جاتا ہے کہ ہم میاں بیوی ہیں اور یہی ایک قسم کا اعلان نکاح ہوتا ہے، اسی طرح مذکورہ بالا ان دوسری قسم کی لونڈیوں کا جنگ کے بعد مال غنیمت کی تقسیم میں کسی مجاہد کے حصہ میں آنا ان دونوں کا ایک طرح کا اعلان نکاح ہی ہوتا تھا۔ لیکن اس قسم کے نکاح کے نتیجہ میں مرد کے لیے چار شادیوں تک کی اجازت پر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا یعنی

ایک مرد چار شادیوں کے بعد بھی مذکورہ بالا قسم کی لونڈی سے ازدواجی تعلقات قائم کرسکتا تھا۔ البتہ اگر اس لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہوجاتا تھا تو وہ ام الولد کے طور پر آزاد ہوجاتی تھی۔

اسلام نے لونڈیوں سے حسن سلوک کرنے، ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنے اور انہیں آزاد کردینے کو ثواب کا موجب قرار دیا۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ جَارِيَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا وَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَلَهُ أَجْرَانِ۔

(صحیح بخاری کتاب العتق بَابُ العَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ)

یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اسے نہایت اچھے آداب سکھائے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کرلے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔

اسی طرح لونڈیوں کے بارے میں یہ بھی حکم دیا کہ اگر وہ حاملہ ہوں تو ان کے ساتھ اس وقت تک تعلق قائم نہ کیا جائے جب تک کہ وہ بچہ نہ جن لیں، تاکہ ان کے ہاں پیدا ہونے والے بچہ کا نسب مشتبہ نہ ہو۔ چنانچہ رویفع بن ثابت انصاری روایت کرتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ۔ يَعْنِي إِتْيَانَ الْحَبَالَى۔ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَقَعَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ السَّبْيِ حَتَّى يَسْتَبْرِئَهَا وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَبِيعَ مَغْنَمًا حَتَّى يُقْسَمَ۔

(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فِي وَطْءِ السَّبَايَا)

یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو حنین کے دن فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنا پانی کسی اور کی کھیتی میں لگائے۔ یعنی حاملہ عورتوں سے ازدواجی تعلق قائم کرے۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ قیدی عورت سے صحبت کرے جب تک کہ استبرائے رحم نہ ہوجائے۔ اور جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ مال غنیمت کو تقسیم سے پہلے فروخت کرے۔

حضور ﷺ کا یہ ارشاد آزاد عورتوں اور لونڈیوں ہر دو کے لیے ہے کہ ان کے حاملہ ہونے کی صورت میں ان کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم کرنا منع ہے۔ لیکن اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ غیر حاملہ عورت سے بغیر نکاح کے ازدواجی تعلق قائم کرنا جائز ہے۔ ہرگز نہیں۔ آزاد عورت کے ساتھ شادی کے بغیر تعلقات زوجیت قائم کرنا زنا ہے اور زنا کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے۔

لونڈیوں کا معاملہ آزاد عورتوں سے مختلف ہے جس کی وضاحت اس خط میں بڑی تفصیل کے ساتھ کردی گئی ہے۔ لیکن اس حدیث کی رو سے ایسی لونڈی جو حاملہ ہو، اس کے بارے میں بھی یہی ہدایت ہے کہ جب تک وہ حمل سے فارغ نہ ہوجائے اس کا مالک اس کے ساتھ تعلقات زوجیت قائم نہ کرے۔

پس اصولی بات یہی ہے کہ اسلام انسانوں کو لونڈیاں اور غلام بنانے کے حق میں ہرگز نہیں ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں، اس وقت کے مخصوص حالات میں مجبوراً اس کی وقتی اجازت دی گئی تھی لیکن اسلام نے اور آنحضرت ﷺ نے بڑی حکمت کے ساتھ ان کو بھی آزاد کرنے کی ترغیب دی اور جب تک وہ خود آزادی حاصل نہیں کر لیتے تھے یا انہیں آزاد نہیں کردیا جاتا تھا، ان سے حسن و احسان کے سلوک کی ہی تاکید فرمائی گئی۔

اور جونہی یہ مخصوص حالات ختم ہوگئے اور ریاستی قوانین نے نئی شکل اختیار کرلی جیسا کہ اب مروج ہے تو اس کے ساتھ ہی لونڈیاں اور غلام بنانے کا جواز بھی ختم ہوگیا۔ اب اسلامی شریعت کی رو سے لونڈی یا غلام رکھنے کا قطعاً کوئی جواز نہیں ہے۔ بلکہ حکم و عدل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے موجودہ حالات میں اس کو حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور علیہ السلام لونڈیوں کے مسئلہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رہا یہ امر کہ کافروں کی عورتوں اور لڑکیوں کو جو لڑائیوں میں ہاتھ آویں لونڈیاں بنا کر اُن سے ہم بستر ہونا تو یہ ایک ایسا امر ہے جو شخص اصل حقیقت پر اطلاع پاوے وہ اس کو ہرگز محل اعتراض نہیں ٹھیرائے گا۔

اور اصل حقیقت یہ ہے کہ اُس ابتدائی زمانہ میں اکثر چنڈال اور خبیث طبع لوگ ناحق اسلام کے دشمن ہو کر طرح طرح کے دُکھ مسلمانوں کو دیتے تھے اگر کسی مسلمان کو قتل کریں تو اکثر اس میّت کے ہاتھ پیر اور ناک کاٹ دیتے تھے اور بے رحمی سے بچوں کو بھی قتل کرتے تھے اور اگر کسی غریب مظلوم کی عورت ہاتھ آتی تھی تو اُس کو لونڈی بناتے تھے اور اپنی عورتوں میں (مگر لونڈی کی طرح) اُس کو داخل کرتے تھے اور کوئی پہلو ظلم کا نہیں تھا جو انہوں نے اٹھا (نہ) رکھا تھا۔ ایک مدت دراز تک مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم ملتا رہا کہ ان لوگوں کی شرارتوں پر صبر کرو مگر آخر کار جب ظلم حد سے بڑھ گیا تو خدا نے اجازت دیدی کہ اب ان شریر لوگوں سے لڑو اور جس قدر وہ زیادتی کرتے ہیں اس سے زیادہ نہ کرو لیکن پھر بھی مُثلہ کرنے سے منع کیا یعنی منع فرمادیا کہ کافروں کے کسی مقتول کی ناک کان ہاتھ وغیرہ نہیں کاٹنے چاہئیں اور جس بے عزتی کو مسلمانوں کے لئے وہ لوگ پسند کرتے تھے اس کا بدلہ لینے کے لئے حکم دیدیا۔ اسی بنا پر اسلام میں یہ رسم جاری ہوئی کہ کافروں کی عورتیں لونڈی کی طرح رکھی جائیں اور عورتوں کی طرح استعمال کی جائیں یہ تو انصاف اور طریق عدل سے بعید تھا کہ کافر تو جب کسی مسلمان عورت کو اپنے قبضہ میں لاویں تو اُس کو لونڈی بناویں اور عورتوں کی طرح اُن کو استعمال کریں اور جب مسلمان اُن کی عورتوں اور اُن کی لڑکیوں کو اپنے قبضہ میں کریں تو ماں بہن کر کے رکھیں...

پس اسی طرح جب عرب کے خبیث فطرت ایذا اور دُکھ دینے سے باز نہ آئے اور نہایت بے حیائی اور بے غیرتی سے عورتوں پر بھی فاسقانہ حملے کرنے لگے تو خدا نے اُن کی تنبیہ کے لئے یہ قانون جاری کر دیا کہ اُن کی عورتیں بھی اگر لڑائیوں میں پکڑی جائیں تو اُن کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے۔ پس یہ تو بموجب مثل مشہور کہ عوض معاوضہ گلہ ندارد کوئی محل اعتراض نہیں۔ جیسے ہندی میں بھی یہ مثل مشہور ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی... پھر ماسوا اس کے اسلام اس بات کا حامی نہیں کہ کافروں کے قیدی غلام اور لونڈیاں بنائی جائیں بلکہ غلام آزاد کرنے کے بارے میں اِس قدر قرآن شریف میں تاکید ہے کہ جس سے بڑھ کر متصور نہیں۔ غرض ابتدا غلام لونڈی بنانے کی کافروں سے شروع ہوئی اور اسلام میں بطور سزا کے یہ حکم جاری ہوا اور اُس میں بھی آزاد کرنے کی ترغیب دی گئی۔

(چشمہ معرفت، روحانی جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۵)

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

یاد رہے کہ نکاح کی اصل حقیقت یہ ہے کہ عورت اور اس کے ولی کی اور نیز مرد کی بھی رضامندی لی جاتی ہے لیکن جس حالت میں ایک عورت اپنی آزادی کے حقوق کھو چکی ہے اور وہ آزاد نہیں ہے بلکہ وہ ان ظالم طبع جنگجو لوگوں میں سے ہے جنہوں نے مسلمانوں کے مردوں اور عورتوں پر بے جا ظلم کئے ہیں تو ایسی عورت جب گرفتار ہو کر اپنے اقارب کے جرائم کی پاداش میں لونڈی بنائی گئی تو اس کی آزادی کے حقوق سب تلف ہو گئے لہٰذا وہ اب فتحیاب بادشاہ کی لونڈی ہے اور ایسی عورت کو حرم میں داخل کرنے کے لئے اس کی رضامندی کی ضرورت نہیں بلکہ اس کے جنگجو اقارب پر فتحیاب ہو کر اس کو اپنے قبضہ میں لانا یہی اس کی رضامندی ہے۔ یہی حکم توریت میں بھی موجود ہے ہاں قرآن شریف میں فَكُّ رَقَبَةٍ یعنی لونڈی غلام کو آزاد کرنا بڑے ثواب کا کام بیان فرمایا ہے اور عام مسلمانوں کو رغبت دی ہے کہ اگر وہ ایسی لونڈیوں اور غلاموں کو آزاد کر دیں تو خدا کے نزدیک بڑا اجر حاصل کریں گے۔ اگرچہ مسلمان بادشاہ ایسے خبیث اور چنڈال لوگوں پر فتح یاب ہو کر غلام اور لونڈی بنانے کا حق رکھتا ہے مگر پھر بھی بدی کے مقابل پر نیکی کرنا خدا نے پسند فرمایا ہے۔ یہ بہت خوشی کی بات ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلام کے مقابل پر جو کافر کہلاتے ہیں انہوں نے یہ تعدی اور زیادتی کا طریق چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے اب مسلمانوں کے لئے بھی روا نہیں کہ ان کے قیدیوں کو لونڈی غلام بناویں کیونکہ خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے جو تم جنگجو فرقہ کے مقابل پر صرف اسی قدر زیادتی کرو جس میں پہلے انہوں نے سبقت کی ہو پس جبکہ اب وہ زمانہ نہیں ہے اور اب کافر لوگ جنگ کی حالت میں مسلمانوں کے ساتھ ایسی سختی اور زیادتی نہیں کرتے کہ ان کو اور ان کے مردوں اور عورتوں کو لونڈیاں اور غلام بناویں بلکہ وہ شاہی قیدی سمجھے جاتے ہیں اس لئے اب اس زمانہ میں مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۵۳ حاشیہ)

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن قسط نمبر 57)

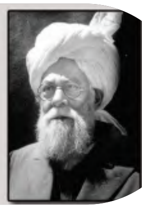

فتاویٰ مصلح موعودؓ

خلع کی درخواست خاوند کے گھر رہتے ہوئے دیں

مرد یاد رکھیں کہ عورت ایک مظلوم ہستی ہے۔ اس کے ساتھ محبت اور شفقت کے سلوک سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهٖ

یعنی تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل و عیال سے بہتر سلوک کرتا ہے خصوصاً طلاق اور خلع کے مواقع پر مردوں کی طرف سے اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ وہ طلاق کے وقت ہزاروں بہانے مہر نہ دینے کے لئے بناتے ہیں۔ اسی طرح خلع میں باوجود اس کے کہ عورت اپنے تمام حقوق سے دستبردار ہوتی ہے۔ پھر بھی مرد اعتراض کرتے ہیں حالانکہ اگر عورت ساتھ رہنے پر رضامند نہیں تو مرد کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ (الفضل یکم جنوری ۱۹۵۵ء صفحہ ۴)

مدعیہ کا خلع منظور فرماتے ہوئے تحریر فرمایا:۔

آئندہ جو عورتیں خاوندوں سے ناراض ہوں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب تک عدالت فیصلہ نہ کرلے یا اجازت نہ دیوے یا خاوند اجازت نہ دے انہیں خاوند کے گھر سے نکلنے کی اجازت نہ ہوگی اور جو عورت ایسا کرے گی اس کی خلع کی درخواست پر اس وقت تک غور نہ کی جاوے گی جب تک وہ خاوند کے ہاں واپس نہ جاوے۔

سوال:۔ کیا حضور کے اس فیصلہ کے تحت وہ عورتیں بھی جو ابھی خاوند کے گھر نہ گئی ہوں اور درخواست خلع کی دیدیں آسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: جو عورتیں ابھی خاوند کے گھر نہ گئی ہوں وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ ان کی درخواست پر بغیر ان کے خاوند کے گھر جانے کے سماعت مقدمہ ہوسکتی ہے۔

(فائل فیصلہ جات خلیفہ وقت نمبر ا- صفحہ ۲۔ دار القضاء، ربوہ)

عورت کی طرف سے خلع کی درخواست کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ اپنے خاوند کے گھر رہ کر خلع کی درخواست کرے بجز اس کے کہ عورت کو خاوند کے گھر رہ کر خلع کی درخواست دینے سے جان اور ایمان کا خطرہ ہو۔ ایسی عورت قضاء کے ذریعہ منظوری لے کر خاوند کے گھر سے باہر بھی خلع کی درخواست کرسکتی ہے۔

درحقیقت جب پہلا فیصلہ کیا گیا تھا اس وقت صرف جوان عورتوں کا معاملہ سامنے تھا اور جن کے متعلق یہ شبہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ انہیں ورغلا کر کوئی شخص گھروں کا امن برباد کر رہا ہو۔ اس قسم کا معاملہ سامنے نہ تھا سو اس بارہ میں آئندہ کے لئے یہ اصول مقرر کیا جائے کہ پہلا فیصلہ ان عورتوں کے متعلق ہے جن کی عمر چالیس سال سے کم ہو جن کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو ان کے متعلق وہ قاعدہ نہ ہوگا بلکہ ان کا معاملہ قاضی کی مرضی پر ہوگا۔ حالات کے مطابق وہ ان کی درخواست کو خاوند کے گھر سے باہر پیش ہونے کی صورت میں بھی قبول کرسکتا ہے اور اگر ایسے حالات ہوں کہ اس کے نزدیک خاوند کے ہاں اس کا جانا نیک نتیجہ پیدا کرسکتا ہے تو وہ یہ حکم بھی دے سکتا ہے کہ عورت خاوند کے ہاں جا کر پھر درخواست دے ہاں یہ مدنظر رہنا چاہئے کہ عورت کو بلاوجہ خطرہ میں نہ ڈالا جائے۔

(الفضل یکم اگست ۱۹۴۲ء۔ جلد ۳۰ نمبر ۱۷۷ صفحہ ۲)

(فرمودات حضرت مصلح موعودؓ صفحہ 245 تا 246)

SAR
REAL ESTATE
LAYOUT PROMOTERS
Coimbatore
Contact : +91 93603 68000, +91 94424 25103

DIARY DOSE

ایک شریکِ مجلس نے حضور انور سے راہنمائی طلب کی کہ جماعت کی خدمت کرتے ہوئے تکبّر سے کیسے بچا جاسکتا ہے؟

حضور انور نے اس سوال کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے تلقین فرمائی کہ دکھاوے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کی رضا کے لیے کام کرنا ہے۔ اور اللہ کی رضا کے لیے کام کرنا ہے تو اس میں چاہے وہ خلیفۂ وقت کی حفاظت کا کام ہے یا خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی اور دیا ہوا کام ہے یا جماعت کی طرف سے دیا ہوا کام ہے، ہر چیز جو تم نے کرنی ہے وہ اللہ کی رضا کی خاطر کرنی ہے۔

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے پیار کی خاطر دوسرے سے پیار کرتے ہیں یا میری توجہ یا میرا پیار لینے کے لیے ایک دوسرے سے محبت کا اظہار کرتے ہیں تو ان کو مَیں جزا و ثواب بھی دیتا ہوں اور قبول بھی کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ صرف اللہ کی رضا اور اللہ سامنے ہونا چاہیے۔ اور اللہ تعالیٰ اس وقت تک سامنے نہیں ہوسکتا، جب تک یہ ذہن میں نہ ہو کہ ہمارے ہر کام، ہر فعل اور ہر بات کو اللہ تعالیٰ دیکھ اور سن رہا ہے۔ اور اس کے لیے ہم نے اس کے جو حکم ہیں، ان پر عمل کرنا ہے۔

حضورِ انور نے مزید توجہ دلائی کہ حفاظتِ خاص سے کوئی بخشش کا سامان تو نہیں ہو گا۔ حفاظتِ خاص یا جماعت کی خدمت کرنے سے ظاہری طور پر کوئی اللہ تعالیٰ کی قربت تو نہیں مل جائے گی۔ اصل کام انسان کا یہ ہے کہ جو پیدائش کا حق ہے، وہ ادا کرو۔ چاہے وہ حفاظتِ خاص میں ہے یا کسی اَور شعبے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔

حضور انور نے پنج وقتہ نماز کی حفاظت کے حوالے سے اس بات پر زور دیا کہ سارے جتنے ڈیوٹی والے ہیں وہ یہ دیکھیں اور اپنے جائزے لیں کہ وہ اپنی پانچ وقت کی نمازوں کی حفاظت کر رہے ہیں کہ نہیں؟ جو اپنی پانچ وقت کی نمازوں کی حفاظت نہیں کر رہا تو اس نے باقی حفاظتِ خاص کیا کرنی ہے؟

حضورِ انور نے احکامِ الٰہی کی حفاظت میں برکت اور رضائے الٰہی کی حقیقت کے مضمون پر بصیرت افروز راہنمائی فرمائی کہ پہلی حفاظت تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کی ہے، وہ حفاظت کرلو تو باقی حفاظتیں خود ہو جاتی ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا شاملِ حال ہو گی اور اس کے حق ادا ہو رہے ہوں گے تو جو کام بھی آپ کریں گے، اس میں برکت پڑ جائے گی۔ نہیں تو بعض دفعہ انسانی کوششیں اس لیے بھی ضائع ہو جاتی ہیں کہ ان میں برکت نہیں ہوتی لیکن اللہ کی خاطر جب کام کیا جاتا ہے تو اس میں برکت پڑ جاتی ہے۔

آخر میں حضورِ انور نے تاکید فرمائی کہ اس لیے سب سے پہلی بات یہ یاد رکھو کہ ہم نے ہر کام اللہ کی خاطر کرنا ہے، اس کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور سب سے بڑی حفاظت تو یہی ہے کہ پہلے اپنی جان کی حفاظت کرو، تو پھر ہی اگلے کی حفاظت کر سکتے ہو۔ اور اپنی جان کی حفاظت کے لیے اللہ کے ساتھ تعلق اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ بعض اوقات ایسی صورتحال ہوتی ہے کہ پانچ وقت کی نماز کی توفیق ملتی ہے، مسجد میں بھی باقاعدگی سے جانے کی توفیق ملتی ہے، لیکن پھر بھی دل بے چین سا ہوتا ہے اور اپنے تقویٰ کے معیار سے بندہ مطمئن نہیں ہوتا۔ اس صورت حال میں کیا کرنا چاہیے؟

حضورِ انور نے اس پر جامع نصائح سے نوازتے ہوئے تلقین فرمائی کہ زیادہ استغفار کرو، لَاحَوْل پڑھو، درود شریف پڑھو اور علیحدگی میں نفل پڑھو اور اللہ سے دعا مانگو۔ نیز توجہ دلائی کہ ذکرِ الٰہی

کرو تا کہ اللہ تعالیٰ مقبول دعا کی بھی توفیق دے اور جو بھی دل کی بے چینی ہے، اس کو دُور کرے۔

حضورِ انور نے اس بات کی بھی نشاندہی فرمائی کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان جب لوگوں کے سامنے عبادت کرتا ہے تو احساس ہوتا ہے کہ مَیں شاید دکھاوے کے لیے ایسا کر رہا ہوں۔ نیز تاکید فرمائی کہ اس لیے علیحدگی میں، ایک کونے میں لگ کے نماز پڑھو، دعا کرو اور ذکرِ الٰہی کرتے رہو تو اللہ تعالیٰ بے چینی کو ویسے ہی دُور کر دیتا ہے۔

ایک خادم نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ بھرپور کوششوں کے باوجود بھی بعض دفعہ جماعت کے عہدیداران کا کام دوسروں کی نظر میں تسلی بخش نہیں سمجھا جاتا، اس سلسلے میں سائل نے حضور انور سے راہنمائی طلب کی۔

حضورِ انور نے اس پر مفصّل راہنمائی فرمائی کہ ایک منتخب عہدیدار کہیں کا بھی ہے، اگر وہ صحیح طرح کام کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کر رہا ہے، تو پھر سب ٹھیک ہے۔

اسی طرح حضورِ انور نے اپنی اوّل الذکر فرمودہ نصیحت کا اعادہ فرمایا کہ مَیں نے پہلے شروع ہی میں بات کر دی ہے کہ اللہ کی رضا سب سے مقدّم ہونی چاہیے اور اس کے بعد باقی چیزیں ہیں۔ اگر اللہ خوش نہیں ہے تو پھر کچھ بھی نہیں، بندوں کو تو آپ خوش نہیں کر سکتے، اور اگر اللہ تعالیٰ کو خوش نہ کیا تو پھر کیا فائدہ؟ نیز اس ضمن میں توجہ دلائی کہ نہ خلیفۂ وقت کے آگے پیچھے پھرنے سے آپ اللہ کو خوش کر سکتے ہیں اور نہ ہی امیر جماعت کے آگے پیچھے پھرنے سے آپ اللہ کو خوش کر سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ راضی ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک ہے۔

حضورِ انور نے لوگوں کی منفی تنقید کے حوالے سے سمجھایا کہ اگر ابتداءً تھوڑا بہت ردّعمل آئے گا بھی تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے، تو وہ اس کا reward دینے والا ہے۔ تو اس لیے عہدیدار اپنی نیک نیتی، دعاؤں اور صدقات سے کام لیتے ہوئے اور جو اس کے قواعد ہیں، ان کے اندر رہتے ہوئے، اپنا کام کرتا رہے۔

پھر اگر کوئی عہدے دار اس سے کہتا ہے کہ تم نے اِس طرح یا اُس طرح نہیں کرنا، تو پھر اس سے جو بالا افسر ہیں، ان کو وہ اپنی رپورٹ پہنچائے۔ وہاں تک نہیں پہنچا سکتا تو مرکز میں پہنچائے کہ مَیں یہ کام کر رہا ہوں، میرا فلاں افسر جو میرے سے اوپر ہے، اس نے اس حوالے سے یہ یہ کہا ہے جو کہ میرے خیال میں جماعتی روایت اور تعلیم کے خلاف ہے۔ اس کی کس طرح اصلاح ہونی چاہیے۔ تو پھر مرکز یا خلیفہ وقت کو جو بھی اس کی اصلاح کرنی ہو گی، کر دیں گے یا اگر مقامی طور پر نیشنل صدر یا امیر جماعت کو کہا ہے اور اس تک بات پہنچی ہے اور اگر وہ اصلاح کرنا چاہیں گے تو کر دیں گے۔

حضورِ انور نے اس بات کی اہمیت کو اُجاگر کیا کہ اصل چیز تقویٰ ہے اور اگر تقویٰ نہیں ہے، تو پھر فائدہ ہی کوئی نہیں، جماعت کی بنیاد تو تقویٰ پر ہونی چاہیے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر ہمارے میں اور غیر احمدیوں میں کیا فرق ہے؟ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ بھی نمازیں پڑھتے ہیں، وہ بھی کلمہ پڑھتے ہیں، وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبّت کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن سٹیج پر کچھ کہتے ہیں اور عمل کچھ اور کرتے ہیں۔ اگر ہمارے بھی عمل ایسے ہی ہیں تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

حضورِ انور نے آخر میں اس امر کی جانب توجہ مبذول کروائی کہ اس لیے عہدے دار کو پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور پھر اگر دیکھے کہ پانی حدّ سے گزر گیا ہے اور اب یہاں مجھے قدم اُٹھانا چاہیے تو پھر اپنے بالا افسر کو شکایت کرے کہ میرا فلاں افسر اس طرح بات کرتا ہے اور اس طرح سے نہیں ہونا چاہیے۔ اگر بات جماعتی یا مقامی طور پر نہیں سنی جاتی اور نیشنل سطح پر بھی نہیں سنی جاتی، تو پھر مرکز ہے، یہاں لکھیں۔ اور جب آپ نے لکھ دیا تو پھر آپ اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے بری الذمہ ہو گئے۔ پھر اگر کوئی گنہگار بنے گا تو وہ افسر بنے گا جن تک آپ نے شکایت کی تھی اور انہوں نے کوئی قدم نہیں اُٹھایا اور اصلاح نہیں کی۔

(https://www.alfazl.com/2025/03/06/117916)

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

M.OMER . 7829780232
AL-BADAR
ZAHED . 6363220415
STEEL & ROLLING SHUTTERS

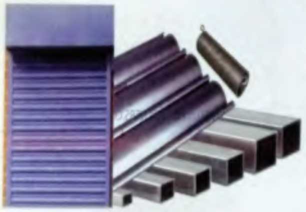

ALL KINDS OF IRON STEEL
- SHUTTER PATTI. GUIDE BOTTOM.
- ROUND RODS, SQUARE RODS.
- ROUND PIPE , SQUARE PIPES.
- BEARINGS, FLATS.
- SPRINGS, ANGLES.

Shop No.1-1-185/30A OPP.KALLUR RICE MILL .
HATTIKUNI ROAD YADGIR

Mubarak Ahmad
9036285316
9449214164

Feroz Ahmad
8050185504
8197649300

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

MUBARAK
TENT HOUSE & PUBLICITY

CHAKKARKATTA, YADGIR - 585202, KARNATAKA

Contact (O) 04931-236392
09447136192

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor

CEEKAYES TIMBERS
&

C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672

C. K. WOOD INDUSTRIES

VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

CKS TIMBERS
"the wood for all Your needs"
TEAK,ROSEWOOD,IMPORTED WOODS,SAWN SIZES & WOODEN FURNITURE,CRANE SERVICE
VANIYAMBALAM - 679339,MALAPPURAM Dt. ,KERALA
Mobile:9447136192,9446236192,9746663939
:cktimbers@gmail.com
:www.ckstimbers.com

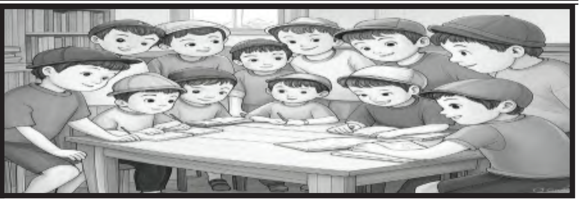

بزم اطفال

پیارے بچو!

آج ہم آپ کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی علمی خدمات اور تصانیف کے بارے میں بتائیں گے۔ آپؑ بانیٔ جماعت احمدیہ تھے اور آپؑ نے دینِ اسلام کی تجدید کے لیے بے شمار علمی اور تحقیقی کام کیے۔ آپؑ نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ تحریر و تصنیف میں گزارا اور اسلام کی سچائی کو دنیا کے سامنے ثابت کرنے کے لیے مختلف موضوعات پر بیش بہا کتب تصنیف فرمائیں۔

آپؑ کی تصانیف کا بنیادی مقصد قرآنِ کریم کی صداقت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ، اور اسلام کی برتری کو علمی اور تحقیقی انداز میں پیش کرنا تھا۔ آپؑ کی سب سے مشہور کتاب ''براہین احمدیہ'' ہے، جو اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے لکھی گئی اور اپنے وقت کے علماء اور مفکرین کے لیے ایک زبردست علمی چیلنج تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 80 سے زائد کتب، اشتہارات، اور مضامین تحریر کیے، جن میں ''فتح اسلام''، ''ازالہ اوہام''، ''نصرۃ الحق''، ''چشمہ معرفت'' اور ''تحفہ گولڑویہ'' جیسی شہرہ آفاق تصانیف شامل ہیں۔ ان کتب میں آپؑ نے عقلی، سائنسی اور روحانی دلائل کے ذریعے اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا اور دیگر مذاہب کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔

آپؑ نے جہاں اسلامی عقائد کی وضاحت کی، وہیں جدید سائنسی تحقیقات اور دیگر مذاہب کے اعتراضات کا بھی علمی انداز میں جواب دیا۔ آپؑ کی کتاب ''چشمہ معرفت'' میں عقلی دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کیا گیا ہے، جبکہ ''حقیقۃ الوحی'' میں وحی اور الہام کی حقیقت کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمات صرف تصانیف تک محدود نہیں تھیں بلکہ آپؑ نے مختلف مباحثوں، مکالموں اور علمی مناظروں کے ذریعے بھی اسلام کی سچائی کو واضح کیا۔ آپؑ نے اسلام کی اصل تعلیمات کو پیش کرنے کے لیے اخلاقی اور روحانی اصلاح پر بھی زور دیا اور دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا علمی کام آج بھی دنیا بھر میں تحقیق و تدبر کا ذریعہ ہے۔ آپؑ کی کتب مختلف زبانوں میں ترجمہ کی جا چکی ہیں اور ان کے ذریعے لاکھوں لوگ اسلام کی سچائی کو پہچان رہے ہیں۔ آپؑ کے کام کی بدولت کئی لوگ الحاد، دہریت اور دوسرے مذاہب کی غلط فہمیوں سے بچ کر اسلام کی حقانیت کو قبول کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے بھیجا تھا، اور آپؑ کی علمی کاوشیں اس مقصد کے حصول میں سنگِ میل ثابت ہوئیں۔
ہمیں چاہیے کہ ہم آپؑ کی کتب کا مطالعہ کریں اور ان میں موجود علم و عرفان سے فائدہ اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں آپؑ کی کتب سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

HEALTH & FITNESS CORNER

DATES
A Nutrient Powerhouse

Dates, have been cherished for centuries, not only for their delectable sweetness but also for their remarkable nutritional profile. They offer a concentrated source of essential nutrients and a plethora of health benefits, making them a valuable addition to balanced diet. One of the most notable advantages of consuming dates is their high fiber content. "Regularly eating dates greatly increases the frequency of bowel movements" [TOI].

The fiber in dates adds bulk to the stool, facilitating smoother and efficient digestion. Beyond their fiber content, dates are a powerhouse of antioxidants. These antioxidants, includes flavonoids, carotenoids, and phenolic acids which are vital in protecting the body's cells from damage caused by free radicals. As Healthline reports, "Dates provide various antioxidants that have a number of health benefits, including a reduced risk of several diseases"[Healthline]. These antioxidants combat oxidative stress, which is implicated in numerous chronic conditions, including heart disease and certain cancers.

Furthermore, dates contribute significantly to cardiovascular health. Their high dietary fiber content aids in lowering low-density lipoprotein (LDL) cholesterol, often referred to as "bad" cholesterol."Dates are high in dietary fibers, which helps to reduce low-density lipoproteins (LDL) cholesterol or bad cholesterol" [MedicineNet].

By reducing LDL cholesterol, dates help maintain healthy arteries and reduce the risk of atherosclerosis, a major contributor to heart disease. Dates also bolster bone health, they contain essential minerals like magnesium and copper, both of which are crucial for maintaining bone density and strength. These minerals contribute to the formation and maintenance of healthy bone tissue, reducing the risk of osteoporosis and fractures.

Despite their numerous health benefits, it is important to consume dates in moderation, especially for individuals with diabetes. While they are a natural source of sweetness, their concentrated sugar content can significantly impact blood glucose levels. Integrating dates into a well-balanced diet, alongside other nutrient-rich foods, allows individuals to enjoy their healthful benefits without compromising their overall health.

Citations:

*Times of India. (n.d.). Dates Benefits: 6 amazing reasons to eat dates daily.

* Healthline. (n.d.). 8 Proven Health Benefits of Dates.

* MedicineNet. (n.d.). Dates: Are They Good for You?

FORM IV

Statement about ownership and particulars about newspaper "MISHKAT" to be published in the first issue every year after the last day of February.

1.Place of Publication	"QADIAN"
2.Periodicity of its publication	"MONTHLY"
3.Printer's Name Nationality Address	MOHAMMAD NOORUDDIN M.A. INDIAN MOHALLA AHMADIYYA ,QADIAN DIST. GURDASPUR (PUNJAB) PIN-143516
4.Publisher's Name Nationality Address	MOHAMMAD NOORUDDIN M.A. INDIAN MOHALLA AHMADIYYA, QADIAN DIST. GURDASPUR (PUNJAB) PIN-143516
5. Editor's Name Nationality Address	NIYAZ AHMAD NAIK INDIAN MOHALLA AHMADIYYA, QADIAN DIST. GURDASPUR (PUNJAB) PIN-143516

6.Names and addresses of individuals who own the newspaper and partners or shareholders holding More than one percent of the total capital.

I, MOHAMMAD NOORUDDIN M.A., hereby declare that the particulars given above are true to the best of my knowledge and belief.

Date:15-03-2023

(MOHAMMAD NOORUDDIN M.A.)
PRINTER & PUBLISHER

ذکر خیر

مکرم پی اے عبد الرحمن صاحب مرحوم، جنہوں نے 26 جنوری 1950 کو منگلور کے ایک تعلیم یافتہ غیر احمدی خاندان میں پیدا ہوئے، 1972 میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ آپ اردو کے استاد تھے اور بیعت کے بعد مخالفتوں کے باوجود ثابت قدم رہے۔ 1982 میں شدید مخالفت کے باعث منگلور سے ہجرت کر کے مڈیکری میں سکونت اختیار کی۔ آپ کو قرآن کریم کا وسیع علم اور خوش الحانی سے تلاوت کا ملکہ حاصل تھا اور بہت سے بچوں کو قرآن پڑھایا۔ جماعتی خدمات میں صدر جماعت مڈیکری اور سیکرٹری تعلیم القرآن کے طور پر نمایاں کردار ادا کیا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا گہرا مطالعہ کرتے، خلافت سے محبت اور اطاعت آپ کا خاص وصف تھا۔ باجماعت نماز کے لیے دوری کے باوجود پیدل مسجد پہنچتے اور عصر تا عشاء علمی مجالس میں شامل ہوتے۔ 26 اپریل 2023 کو وفات پائی اور احمدیہ قبرستان مڈیکری میں تدفین ہوئی۔ آپ موصی تھے اور رلواحقین میں ایک بیٹا، تین بیٹیاں، اہلیہ، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے، جن میں بعض وقفِ نو کی با برکت تحریک میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور رلواحقین کو ان کی نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

Connecting Hands – Interfaith Iftar Gatherings by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

During the spiritually rich month of Ramadan 2025, Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat launched a meaningful and impactful initiative titled "Connecting Hands", aimed at promoting interfaith harmony and peaceful coexistence. Under this campaign, MKA Bharat organized a series of interfaith Iftar gatherings across more than 40 locations in India, inviting people from different faiths, backgrounds, and communities to join in the spirit of Ramadan.

The gatherings created an environment of brotherhood, mutual respect, and dialogue, embodying the true Islamic teaching of "Love for All, Hatred for None." These events were attended by local dignitaries, social activists, journalists, religious leaders, neighbors, and members of the public, who were welcomed with warmth and hospitality by Khuddam volunteers.

Among the notable locations where these Iftar programs were held are:

Kerala: Wayanad, Ernakulam, Kozhikode, Thiruvananthapuram, Palakkad, Matthotam

Jammu & Kashmir: Srinagar

Punjab: Qadian

Tamil Nadu: Chennai

Karnataka: Shimoga, Bangalore

Orissa: Khordah Nayagarh

These events generally featured a brief introduction to the concept of fasting in Islam, followed by collective silent prayer and the sharing of a simple Iftar meal. Many guests expressed deep appreciation for the efforts of the Ahmadiyya Muslim Community in reaching out with such openness and sincerity.

Through these Iftar gatherings, Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat not only strengthened its ties with fellow citizens but also successfully conveyed the peaceful teachings of Islam and the noble example of the Holy Prophet Muhammad (peace and blessings be upon him).

REPORTS

From across India

ملکی رپورٹس

Week-Long Program for Khuddam and Atfal Organised by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Mahmoodabad Odisha

By the grace of Allah, Majlis Khuddamul Ahmadiyya Mahmoodabad Odisha successfully organized an enriching week-long program from 15th to 20th March, aimed at the spiritual and physical development of Khuddam and Atfal.

The program featured a variety of activities, including Tilawat, Nazm, Quran classes, and Tarbiyati sessions, providing participants with valuable opportunities to strengthen their faith and deepen their understanding of Islamic teachings. Additionally, various sports and games were arranged to promote physical well-being and teamwork.

Alhamdulillah, the program was well-received, fostering both spiritual growth and brotherhood among the participants. May Allah bless these efforts and enable us to continue serving in His path.

Food Drive by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya OSAP BBSR in the Holy Month of Ramadan

On 9th March 2025, Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya OSAP BBSR organized a Food Drive to support the underprivileged during the holy month of Ramadan. This noble initiative aimed to uphold the Islamic values of compassion, generosity, and service to humanity. Ten dedicated Khuddam actively participated, ensuring that food was distributed efficiently to those in need. The effort was well-coordinated, allowing many people to benefit and experience the blessings of Ramadan through this act of kindness. The food distribution brought smiles to the faces of recipients and strengthened the spirit of brotherhood among the volunteers.

Earthbound
A Delicate Dance of Return from the ISS

The return of astronauts from the International Space Station (ISS) is a carefully orchestrated ballet of science, engineering, and human endurance. After months of living and working in the microgravity environment, their journey back to Earth is a complex and potentially hazardous undertaking, demanding meticulous planning and execution. The process begins weeks before the scheduled landing, with the crew preparing their Soyuz spacecraft. This involves checking systems, stowing equipment, and donning their Sokol pressure suits, designed to protect them in case of a cabin depressurization.

Undocking from the ISS is a precise maneuver. Spring-loaded mechanisms push the Soyuz away, initiating a slow and controlled separation. Once a safe distance is achieved, the spacecraft performs a deorbit burn, firing its engines to slow its velocity and begin its descent. This burn is critical, as it precisely targets the landing site. "The deorbit burn is a precisely timed maneuver that slows the Soyuz spacecraft, allowing it to begin its descent toward Earth" [NASA, "Soyuz Landing"]. As the Soyuz plunges through Earth's atmosphere, it encounters intense heat due to friction. The spacecraft's heat shield, a vital component, protects the crew from temperatures that can reach thousands of degrees Celsius. "The spacecraft's heat shield is designed to withstand the extreme temperatures generated during atmospheric reentry" [ESA, "Soyuz Re-entry"].

A series of parachutes are deployed to slow the spacecraft's descent. First, a small drogue chute stabilizes the Soyuz, followed by a larger main parachute that gently lowers it to the ground. Just before landing, retro-rockets fire to cushion the impact, ensuring a softer touchdown. The landing site, typically in the vast steppes of Kazakhstan, is a carefully chosen location with favorable weather conditions and easy access for recovery teams. These teams, comprising medical personnel, engineers, and support staff, are on standby, ready to assist the astronauts as soon as they touch down. The astronauts, often experiencing the effects of gravity after months in space, are carefully extracted from the spacecraft. Medical teams conduct immediate health checks, assessing their condition and providing necessary support. According to Roscosmos, the Russian space agency, "Medical teams are present at the landing site to provide immediate assistance and conduct initial medical evaluations" [Roscosmos, "Soyuz Recovery"].

have now seen? If you are aware then relate it and you will get one thousand rupees as a reward if you can show. So prove it and take this reward and I make Almighty God a Witness on this promise and you also be a witness and God is the Best of all witnesses. And if you cannot prove, and you will never be able to prove, then guard against the fire which is prepared for those who create disorder."

(Noorul Haq Part II by Hazrat Mirza Ghulam Ahmad)

Divine Support in the Face of Opposition

A key sign of a divinely appointed person is the unwavering support of Allah the Almighty in the face of fierce opposition. The Promised Messiah (as) faced intense resistance from religious scholars, government authorities, and common people. However, despite their efforts, his mission continued to grow. Allah's help was evident in numerous instances:

The acceptance of his prayers, which led to astonishing events, including the transformation of opponents into devoted followers.

The unprecedented expansion of his community, even after his passing, fulfilling the divine promise of the victory of Islam through the Ahmadiyya Movement.

The spiritual and moral elevation of those who sincerely followed him, demonstrating the living impact of divine guidance.

Conclusion

Revelation and divine support stand as irrefutable proofs of the truthfulness of the Promised Messiah (as). The fulfillment of his prophecies, the unmatched assistance he received from Allah, and the lasting impact of his mission all serve as undeniable evidence that he was indeed the divinely appointed reformer of the age. Just as previous prophets were authenticated through divine signs, so too has the truth of the Promised Messiah (as) been established through the revelations he received and the unwavering support of Allah the Almighty.

It is, therefore, incumbent upon seekers of truth to study these divine signs with an open heart and recognize the grand manifestation of divine will in the person of the Promised Messiah (as).

senger – will quell the plague, then such an opinion, unless supported by evidence, is not worthy of acceptance... And God Himself took the initiative to put forth the name of Qadian [in order to establish its truth]."

(Defence against the Plague and a Criterion for the Elect of God, pp. 18-19)

He further challenged his opponents: "I swear by God Almighty that I am the Promised Messiah... each and every opponent – whether he lives in Amroha or Amritsar, whether in Delhi or Calcutta, whether in Lahore, Golra or Batala – if any of them should swear on oath that their area of residence shall remain free from the plague, then it will surely be swept up by the plague, for they would have committed insolence against God Almighty."

(Defence against the Plague and a Criterion for the Elect of God, pp. 29-30)

2. The Downtrodden's Victory

The Promised Messiah (as) prophesied that, despite facing overwhelming opposition, his message would spread far and wide. Today, the Ahmadiyya Muslim Community is established in over 200 countries, bearing witness to this divine promise.

A Divine Vision

Narrating a divine vision, the Promised Messiah (as) stated: "I saw that I was standing on a pulpit in the city of London and was setting forth the truth of Islam in the English language, in a very well-reasoned address. Thereafter, I caught several birds who were sitting upon small trees and were of white colour and their bodies resembled the bodies of partridges. I interpreted this to mean that though I would not [be able to travel to that country], my writings will reach those people and many righteous English people will be attracted to the truth."

(Izala-e-Auham, Ruhani Khazain, Vol. 3, p. 377)

3. Heavenly Signs

He prophesied solar and lunar eclipses as signs of his truthfulness, which were manifested exactly as foretold in 1894 and 1895, in accordance with the prophecy of the Holy Prophet Muhammad (saw) regarding the coming of the Mahdi.

The Challenge of the Promised Messiah

The Promised Messiah (as) also gave a challenge with a reward of one thousand rupees to anyone who could show that such a Sign had occurred earlier. He stated:

"Are you not afraid to deny the Hadith of the Messenger of Allah, peace and blessings of Allah be upon him, even though its truth has become as manifest as the bright sun? Can you present a Sign like this in any age in the past? Do you read in any book that some person claimed to be from Almighty God and then in his time in Ramazan, the lunar and solar eclipses occurred as you

Revelation and Divine Support
A Proof of the Truthfulness of the Promised Messiah (AS)

Zahid Mushtaq Murabbi Silsila

One of the strongest proofs of the truthfulness of the Promised Messiah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as), lies in the divine revelations he received and the continuous support he enjoyed from Allah the Almighty. Throughout history, prophets and divinely appointed reformers have been granted revelation as a means of guidance and evidence of their truthfulness. Similarly, the Promised Messiah (as) received thousands of divine revelations, which not only foretold future events but also established his claim as the appointed reformer of the age.

The Phenomenon of Divine Revelation

Revelation is the means through which Allah the Almighty communicates His will to His chosen servants. The Holy Quran affirms this in numerous verses:

"He sends down the angels with revelation by His command on whomsoever of His servants He pleases, saying, 'Warn people that there is no god but I, so take Me alone for your Protector." (Holy Quran, 16:3)

The Promised Messiah (as) experienced divine revelations from an early stage in his life, and these continued with greater frequency and clarity as his mission progressed. Many of his revelations were recorded in his books and publications, providing irrefutable testimony to the divine origin of his claims.

Prophecies and Their Fulfillment

A striking feature of the revelations received by the Promised Messiah (as) was their fulfillment, often in ways that left no room for doubt. Some of the most prominent prophecies include:

1. The Plague Prophecy

At a time when there was no indication of an epidemic, the Promised Messiah (as) foretold the coming of a deadly plague in the Indian subcontinent. When the prophecy was fulfilled with devastating consequences, it served as a powerful testament to the truth of his revelations.

The Promised Messiah (as) declared the prophecy of the plague, vouchsafed to him by Allah the Almighty, as a criterion to ascertain the truth or falsehood of all religions. He stated:

"Now, should anyone deny this Messenger of God Almighty and this sign, and if anyone believes that only superficial observances of prayer and supplication, or worship of the Messiah, or blessings of the cow, or belief in the Vedas – despite opposition, enmity, and disobedience towards this Mes-

announcement titled Tabligh, in which he stated:

“I have been commanded that those who seek the truth, who desire to learn true faith and attain spiritual purity, and who wish to abandon their sinful ways and heedless lives, should take Bai‘at at my hands. Therefore, those who find within themselves the strength for such a commitment should come to me, for I shall be their well-wisher and shall endeavor to lighten their burdens. God shall bless my prayers and intercession for them, provided they are sincerely willing to walk the divine path.”

This divine command was supported by an Arabic revelation:

إِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا۔
اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيْهِمْ

‘When you have resolved upon this task, put your trust in Allah and build this ark under Our watchful eyes and revelation. Those who pledge allegiance to you are not pledging allegiance to you, but to Allah. Allah’s hand shall be above their hands.’

(Majmua-e-Ishtiharat, Vol. 1, p. 158, Rabwah Edition)

On March 23, 1889, in Ludhiana, India, the first Bai‘at was taken. This historic moment marked the beginning of a divinely guided community that aimed to re-establish the true essence of Islam.

A Call for Reflection and Action

March 23rd is not just a day of remembrance; it is a day of reflection and renewed commitment for every Ahmadi Muslim. It reminds us of our duty to propagate the message of Islam as taught by the Promised Messiah (as). The world is in dire need of the true teachings of Islam, and it is through Ahmadiyyat that Allah has decreed to establish His unity on Earth and raise the banner of the Holy Prophet (pbuh) across the world. The Promised Messiah (as) clearly stated:

“God Almighty desires that all pure-hearted souls, whether in the East or the West, should be drawn towards Him and gathered under one faith. This is the divine mission for which I have been sent to the world. So follow this cause with patience, kindness, and prayer.”

(Al-Wasiyyat, Ruhani Khazain, Vol. 20, p. 306-307)

It is the responsibility of every Ahmadi to spread this message with love, wisdom, and dedication. As the heirs of this noble mission, we must strive to bring people closer to Allah and establish the supremacy of Islam in a peaceful and spiritual manner. May Allah enable us to fulfill this sacred duty. Aameen.

The Significance of March 23rd for Ahmadi Muslims

J. Salman Ahmad Student Jamia Ahmadiyya

March 23rd holds immense significance for Ahmadi Muslims worldwide. It is commemorated as Promised Messiah Day (Yaum-e-Masih Maud) because on this day in 1889, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian (as) took the first Bai'at (pledge of allegiance), marking the formal establishment of the Ahmadiyya Muslim Community.

His mission was to revive the true teachings of Islam, refute baseless attacks against the faith, and re-establish the supremacy of the Holy Prophet Muhammad (peace and blessings of Allah be upon him) and the Holy Qur'an. This essay explores the historical and spiritual significance of this event, highlighting the divine purpose behind the advent of the Promised Messiah (as) and the subsequent impact on the Muslim world.

The Need for Divine Reformation

During the late 19th century, Islam faced intense ideological and theological attacks from various religious groups, including Christian missionaries, Arya Samaj, and Brahmo Samaj. They launched fierce verbal and written assaults on Islam and its founder, the Holy Prophet Muhammad (pbuh). At this critical juncture, the only individual who rose to defend the faith was Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as), the founder of the Ahmadiyya Muslim Community. Through his book, Barahin-e-Ahmadiyya, published in four volumes between 1880 and 1884, he provided irrefutable arguments in favor of Islam's divine origin, the unparalleled status of the Holy Qur'an, and the truthfulness of the Holy Prophet (pbuh). He also issued an open challenge, offering a substantial reward of 10,000 rupees—a significant amount at that time—to anyone who could refute his arguments. This literary masterpiece not only strengthened the faith of Muslims but also silenced the critics of Islam. Observing his zeal for defending the religion, many of his followers requested to pledge allegiance to him. However, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (as) declined until he received a divine command from Allah.

The Establishment of the Pledge of Allegiance (Bai'at)

In December 1888, under divine revelation, the Promised Messiah (as) made an

took place in Muharram of 7 AH.

The details of this battle is as follows:

The Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) had twenty milk-producing she-camels that grazed in the pasture. Every evening at sunset, a shepherd would bring their milk to the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him). One day, 'Uyyainah Fazārī, along with forty horsemen from the Banu Ghatfān tribe, attacked the herd and took away the camels. During the raid, they killed Hadrat Dharr, the son of Hadrat Abu Dharr, who was tending the camels, and captured Hadrat Abu Dharr's wife, Hadrat Laila.

'Uyyainah was the chief of the Banu Fazāra tribe during the Battle of the Trench. He accepted Islām after the conquest of Makkah or, according to another narration, just before it. He also participated in the Battles of Hunain and Ta'if. The Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) once sent him with fifty horsemen to suppress the Banu Tamim tribe, though no Muhajir or Anṣār Ṣahābī were included in this group. During Hadrat Abu Bakr's Khilafat, "Uyyainah became an apostate and joined the rebellion of Tulaiḥa, pledging allegiance to him. "Uyyainah was captured and brought before Hadrat Abu Bakr, who pardoned him out of kindness. After this, 'Uyyainah once again accepted Islām.

According to the details, the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) had advised Hadrat Abu Dharr not to go towards Ghāba, but he went there nonetheless. In keeping with the Holy Prophet's forewarning, Abu Dharr's son was martyred and his wife taken captive. Hadrat Salamah bin Akwa pursued those who had taken the camels, attacked them, and managed to recover several camels. When the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) was informed of the situation, he ordered a call to be made in Madinah, and many elder Ṣahāba responded to it. The Holy Prophet appointed Hadrat Sa'd bin Zaid (May Allah be pleased with him) as the commander and sent him out for the pursuit. The Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) himself followed with five hundred or seven hundred Ṣahāba. He tied the flag to Hadrat Miqdād bin Aswad's spear. During this expedition, the Sahaba fought with great courage and devotion. Some of them demonstrated exceptional bravery and embraced martyrdom.

Huzoor (May Allah be his Helper) said that he would continue with these accounts in the future, insha'Allah.

upon him).

According to various narrations, the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) treated those people in the same manner as they had treated the Muslim shepherds. At that time, the Islamic injunction against mutilation had not yet been revealed. Later, when this prohibition was revealed, the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) forbade any army he sent out, from engaging in mutilation.

Hadrat Mirza Bashir Ahmad (May Allah be pleased with him) writes that these were perilous times for the Muslims, as the entire region, fuelled by the Quraish and the Jews, burned with animosity towards them. Adopting a new strategy, the enemies chose not to launch a direct attack on Madinah but instead sought to harm the Muslims through deception. Regarding the punishment of these oppressors, Hadrat Mirza Bashir Ahmad (May Allah be pleased with him) explains that the initial injustice originated from the disbelievers. Moreover, the decision for punishment was made in accordance with the Mosaic law, a practice Islām later abolished and prohibited.

Some Western scholars, including Sir William Muir, have criticized this incident. However, Islam's position on this matter remains entirely clear, as the decision was not based on Islamic principles but on Mosaic law, which Jesus Christ himself upheld rather than abolished. If critics refer to Christ's teaching of turning the other cheek, one must ask: Is this teaching truly practical from a rational standpoint? Has any Christian-whether individual, group, or government-ever truly practised it? While it may be a commendable principle for sermons, it holds little practical value. Islām, on the other hand, rejects extremes and offers a balanced approach that lays the foundation for true peace. This means that every wrongdoing should be met with a punishment that fits its severity. However, if the circumstances suggest that forgiveness or leniency might lead to positive reform, then forgiving or showing leniency is preferable. Such an individual would be deserving of great reward in the sight of Allah.

Now, I will discuss the **Battle of Dhi Qarad.** There is some disagreement among biographers and scholars about when it occurred. Some place it after the Treaty of Hudaibiyyah and before the Battle of Khaybar, while biographers believe it took place after the Expedition of Libyän. Imam Bukhārī and Imam Muslim mention it as occurring three days before the Battle of Khaybar. Hadrat Mirza Bashir Ahmad (May Allah be pleased with him) says that this Battle

Muhammad (sa): The Great Exemplar

'Expedition to Banu Fazarah & Killing of Abu Rafi'

Summary of the Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba) on 24th January 2025 at Masjid Mubarak, Islamabad, Tilford, UK

Huzoor (May Allah be his Helper) said:

Among the expeditions that took place during the time of the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) is the **Sariyyah of Hadrat Kurz bin Jäbir**. This Sariyyah took place in Shawwal of 6 AH against the 'Uräniyyîn. Some consider it to have been led by Hadrat Sa'id bin Zaid (May Allah be pleased with him), but the majority attribute it to Hadrat Kurz bin Jäbir. There is also an opinion that it was led by Hadrat Jarīr bin 'Abdullah, though this view has been refuted.

The details of this Sariyyah are that approximately eight men from the tribes of 'Ukl and 'Urainah came to the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him). They were unwell and requested refuge and sustenance. They stayed at Masjid Nabawi and soon regained their health, but the climate of Madinah did not suit them. With the permission and instruction of the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him), they went to live in the camel pastures. However, despite the immense compassion shown by the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him), when they reached the pastures, they turned apostates and ran off with the camels, thus betraying the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him).

Yassar, the Holy Prophet's servant, pursued them, but the miscreants captured him. They then cut off his hands and feet with great cruelty and pierced his tongue and eyes with thorns before martyring him. They returned to the shepherds and martyred them too. One man managed to escape and reported to the Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) that his companions had been killed and the camels had been taken. The Holy Prophet (May Allah's blessings be upon him) sent a party of twenty men in their pursuit. Through the Holy Prophet's prayer, the party successfully captured the culprits on the same day or the next, and they were brought before the Holy Prophet (May Allah's blessings be

مجلس خدام الاحمدیہ پالکاڈ کیرالہ کی طرف سے مسرور فٹ بال ٹورنامنٹ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد تیلنگانہ کی طرف سے ہسپتال میں پھلوں کی تقسیم

مجلس خدام الاحمدیہ تیماپور کرناٹک کی طرف سے جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد تیلنگانہ کی طرف سے جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے تحت ہسپتال میں پھلوں کی تقسیم

مجلس خدام الاحمدیہ عثمان آباد مہاراشٹر کی طرف سے مقابلہ حفظ متن پیشگوئی کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کیرنگ اُڈیشہ کی طرف سے وقارِ عمل کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ پنکال اُڈیشہ کی طرف سے تربیتی اجلاس کا انعقاد

Registered with Registrar of Newspapers of India at PUNBIL/2017/74323 Postal Registration No: GDP-046/2024-26
Annual Subscription: ₹220 (20/copy) By Air $50 Weight: 40-100 grams/Issue

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat
PH: +91-1872-220139 FAX: 222139 E-mail: mishkatqadian@gmail.com

Chairman: Shameem Ahmad Ghori
Editor: Niyaz Ahmad Naik +91-9779454423
Manager: Mudassir Ahmad Ganai +91-7006359091

Volume 8 | March 2025 CE | Issue 3

Published on 25th March 2025

میں آخر فتح یاب ہوں گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اے نادانو اور اندھو مجھ سے پہلے کون صادق ضائع ہوا جو میں ضائع ہو جاؤں گا۔ کس سچے وفادار کو خدا نے ذلت کے ساتھ ہلاک کر دیا جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری روح ہلاک ہونے والی روح نہیں اور میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں مجھے وہ ہمت اور صدق بخشا گیا ہے جس کے آگے پہاڑ ہیچ ہیں۔ میں کسی کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں اکیلا تھا اور اکیلا رہنے پر ناراض نہیں کیا خدا مجھے چھوڑ دے گا کبھی نہیں چھوڑے گا کیا وہ مجھے ضائع کر دے گا کبھی نہیں ضائع کرے گا۔ دشمن ذلیل ہوں گے اور حاسد شرمندہ اور خدا اپنے بندہ کو ہر میدان میں فتح دے گا۔ میں اس کے ساتھ وہ میرے ساتھ ہے کوئی چیز ہمارا پیوند توڑ نہیں سکتی اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔

(انوار الاسلام روحانی خزائن جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۳)

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. Editor: Niyaz Ahmad Naik